Spot CMYK#Waheed

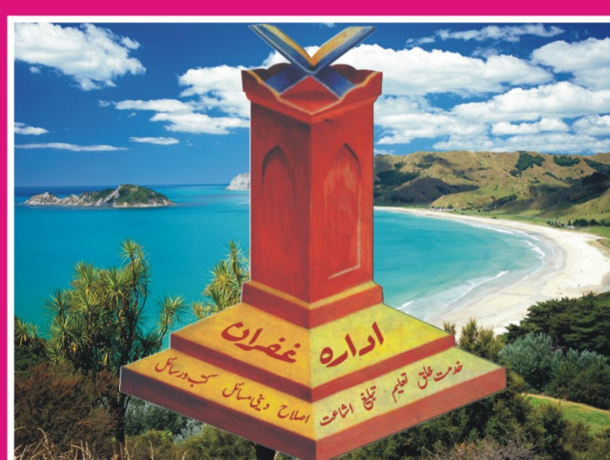

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ..............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....ملکی ترقی کے لیے قومی زبان کی اہمیت.........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۸۹)....... آخرت میں اسباب ختم ہو جائیں گے...............// // ۷

درسِ حدیث ....صلاۃ التسبیح کے فضائل واحکام (تیسری وآخری قسط).......// // ۱۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

مجھے ہے حکمِ اذاں.............(اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۷)...............مفتی محمد امجد حسین ۱۸

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۲).....................................ابوعشرت حسین ۲۴

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط۲)..........مفتی محمد رضوان ۳۰

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۴)...مفتی منظور احمد ۳۴

ماہِ صفر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات....................مولانا طارق محمود ۳۷

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۱)..........مفتی محمد رضوان ۴۰

علم کے مینار......امام شافعی رحمہ اللہ کا سفر نامہ (چھٹی وآخری قسط)......مفتی محمد امجد حسین ۴۴

تذکرۂ اولیاء:.......... اقبال ورومی (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۹)............// // ۴۹

پیارے بچو! .... ایک نیک بادشاہ کا واقعہ.......................بنتِ فاطمہ ۵۹

بزمِ خواتین .... عدت کے احکام (قسط۱).........................مفتی محمد یونس ۶۱

آپ کے دینی مسائل کا حل.. ظہر سے قبل وبعد کی سنتوں کے فضائل واحکام.....ادارہ ۶۶

کیا آپ جانتے ہیں؟........... اچھے اور بُرے خواب (قسط۸)......مفتی محمد رضوان ۸۱

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۰)...........ابوجویریہ ۸۶

طب وصحت.......... شہد (HONEY) کے فوائد وخواص (قسط۲)......مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...........مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

ملکی ترقی کے لیے قومی زبان کی اہمیت

کسی بھی قوم کے لیے اس کی زبان ایک اہم اثاثہ شمار کی جاتی ہے، تحریک پاکستان کے دوران جب مسلمان اپنے لیے الگ ملک پاکستان کے حصول کے لیے جدو جہد کر رہے تھے، اور بہت سے مختلف قوموں اور زبانوں کے حامل افراد اس تحریک میں شامل تھے، اس وقت جس طرح ملک کی دینی جہت ”پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ“ کے اثاثی نعرہ کی صورت میں واضح تھی، اسی طرح ملک کی تہذیبی وثقافتی جہت میں بھی کوئی ابہام نہ تھا، جس کا اہم ترین عنصر اردو زبان تھی، جو خطے کے مختلف زبانوں پر مشتمل علاقوں اور صوبائی یونٹوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایک رنگ میں رنگتی اور باہم مربوط ومنظّم کرتی تھی۔

پھر قیام پاکستان کے بعد جہاں ایک طرف اردو زبان کی ترویج وترقی کی کوششیں ہوئیں۔ [۱] اسی کے ساتھ اردو زبان کی ترویج وترقی کو روکنے کے لیے بھی بہت سی طاقتیں مصروف عمل ہوئیں۔

آہستہ آہستہ در پردہ ان طاقتوں کے اثرات پھلنے پھولنے لگے اور حکومت کیا عوام پر بھی اس کے اثرات نمایاں طور پر پڑے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں قومی زبان کے ساتھ بیگانہ سلوک اختیار کیا جا رہا ہے، اور اس کے مقابلہ میں دوسری اور خاص کر انگریزی زبان کو فوقیت دی جا رہی ہے، شعوری یا غیر شعوری طور پر حکمرانوں سمیت قوم کا بہت بڑا طبقہ کاروبارِ زندگی کے ہر میدان میں اپنی اردو زبان کو دیوار سے لگانے اور اپنی قومی زبان کا دیوالیہ نکالنے پر تُلا ہوا ہے، جو اپنی تہذیب وثقافت، اپنی روایات واقدار اور اپنی بنیادوں کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کے آئین سے بھی بغاوت ہے، کیونکہ پاکستان کا آئین اردو کے قومی زبان ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ [۲]

---

[۱] مثلاً جون 1948ء کی تعلیمی کمیٹی کی سفارشات 1958ء کی شریف کمیشن رپورٹ، بعد میں ائر مارشل نور خان کی تعلیمی رپورٹ، اور حمود الرحمٰن کمیشن یہ سب قومی وملکی سطح کے کمیشن اور کمیٹیاں جو پاکستان کی تاریخ کے مختلف ادوار میں قائم ہوئیں، سب اس بارے میں یک زبان ہیں کہ قومی ترقی اور پاکستانی نوجوانوں کی ہر میدان میں صلاحیتوں اور قابلیتوں کو نکھارنے اور فروغ دینے کے لئے قومی زبان کو ابتدائی تعلیمی سلسلوں سے لے کر آخر تک رائج ونافذ کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

[۲] ملاحظہ ہو 1973ء کے آئین کی دفعہ نمبر 251 شق 1 ”پاکستان کی قومی زبان اردو ہے، اسے سرکاری اور دیگر مقاصد کے استعمال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس پر عمل درآمد کے لیے حکومت کو مناسب اور مؤثر جدوجہد کرنا ضروری ہے۔

گزشتہ ایک دو دہائیوں میں اجتماعی سطح پر قوم کا اپنی تہذیب، اپنی روایات اور اپنی قومی زبان سے انحراف کر کے غیروں کے رنگ میں رنگنے اور غیروں کی اجنبی ومتوحش زبان کا چربہ اتارنے کا رجحان بہت بڑھا ہے، خصوصاً مشرف کی نام نہاد روشن خیالی اور جدت پسندی کی نمائش اور آزادروی نے اپنی مذہبی، تہذیبی اور لسانی بنیادوں سے انحراف کے عمل کو وبا کی طرح ملک کے طول وعرض میں پھیلا دیا ہے۔

اس عرصے میں مغربی تہذیب سے متاثرہ لوگوں نے ایوانوں میں بہت رسوخ حاصل کرلیا اور انہوں نے ذرائع ابلاغ پر یہ بات باور کروائی کہ پاکستان کی بقا اور ترقی غیروں کے مادر پدر آزاد کلچر اور انگریزیت کو سینہ سے لگانے میں ہے۔

نااہل اور کٹھ پتلی حکمرانوں نے اپنی جہالت کو چھپانے کے لیے انگریزی زبان کے چند الفاظ رٹ کر عوام پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ وہ پڑھے لکھے اور مہذب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

دوسری طرف ان کی یہ حالت رہی کہ نماز روزہ جیسے اہم فرائض کے بنیادی مسائل سے بھی آشنا نہیں بلکہ بہت سے تو کلمہ تک بھی صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے، ملک کے صدر اور وزیر اعظم سے لے کر گلی محلوں کے معمولی سیاست سے تعلق رکھنے والے فرد تک میں اب یہ احساسِ کمتری پھیل چکا ہے کہ کہیں غلطی سے انگریزی الفاظ کے بجائے اردو کے الفاظ ادا ہونے سے میری قلعی نہ کھل جائے، اور عوام میں یہ تاثر نہ پھیل جائے کہ میرا تعلیمی کیریر کمزور ہے۔

صدر اور وزیر اعظم یا دیگر حکمرانوں کے سیاسی وغیر سیاسی بیانات میں انگریزی الفاظ کی جا بجا اور بے ربط انداز میں جس طرح ملاوٹ دیکھنے میں آتی ہے، اس کو قومی اور انگریزی زبان میں سے کسی اصول کے مطابق درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ کے لیے آئین کے نفاذ سے ۱۵ سال کے اندر انتظامات کیے جائیں گے (بحوالہ پاکستانیکا انسائیکلو پیڈیا ص 192)
واضح رہے کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے 1979ء میں سرکاری و دفتری امور کے لئے انتظامی سطح پر اردو کی عملی ترویج و نفاذ کے لیے ''مقتدرہ قومی زبان'' کے نام سے ایک اتھارٹی ادارہ، ایک ہیئت حاکمہ تشکیل دی، جس نے دفتری وانتظامی اصطلاحات سازی کا ضروری کام باحسن وجوہ پورا کیا، لیکن اب ''بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے'' نتیجہ یہ کہ قیام پاکستان کا پہلا اور بنیادی مذہبی محرک یعنی اسلام کا نفاذ جس طرح یہاں اقتدار کی غلام گردشوں، اسٹیبلشمنٹ کی سازشوں اور سیکولر ولادین مقتدر مافیا کی عیاری اور مکاری کی نذر ہوا تو دوسرا اہم اور تہذیبی محرک یعنی اردو زبان کا قومی اور ریاستی سطح پر فروغ بھی انہی مذکورہ عناصر کی غلامانہ ذہنیت، بے حسی، استحصالی پالیسیوں اور بوگس سسٹم کے تسلسل کو قائم رکھنے کی سامراجی ذہنیت کی نذر ہوا، نیز فرقہ پرست صوبائی وعلاقائی اور لسانی سیاسی تحریکوں نے بھی اردو کے قومی زبان بننے کے عمل کی مزاحمت کی۔

ہمیں آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ قومی زبان کو چھوڑ کر انگریزی زبان کی آبیاری میں کہاں قوم کی تعمیر و ترقی کا راز چھپا ہوا ہے؟ ۱؎

دنیا کی جس قوم اور جس ملک نے بھی آج تک ترقی کی ہے، اس میں قومی زبان کا صفِ اول میں کردار رہا ہے، پڑوسی ممالک میں چین اور انڈیا کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ کتنی تیزی سے یہ دونوں ملک ترقی کر رہے ہیں، خاص طور پر چین انٹرنیشنل سطح پر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں میں سرِ فہرست ہے، جس میں ان کی قومی زبان کی ترویج نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔

افسوس ہے کہ کسی اور ملک کو تو ہماری قومی زبان کو اپنے ملک میں رائج کرنے کا شوق نہیں، مگر ہمیں اپنے گھر میں بیٹھ کر غیر قوموں کی اجنبی زبانوں کو خواہ مخواہ میں اپنے اوپر اور اپنی نسلوں پر مسلط کرنے کا بڑا جذبہ اور اہتمام ہے، اور ایک اجنبی زبان کی ترویج و ترقی کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔

۱؎ یہاں بانی پاکستان کی ایک تقریر کا اقتباس نقل کرنا بے موقع نہ ہوگا:

''میں واضح الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو اور صرف اردو ہوگی، جو شخص آپ کو اس سلسلہ میں غلط راستہ پر ڈالنے کی کوشش کرے وہ پاکستان کا پکا دشمن ہے، ایک مشترک قومی زبان کے بغیر کوئی قوم نہ تو پوری طرح متحد ہو سکتی ہے اور نہ کوئی اور کام کر سکتی ہے'' (قائداعظم کا جلسہ عام سے خطاب ڈھاکہ 21 مارچ 1948ء بحوالہ ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد اکتوبر 2011ء، پاکستانیکا انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۹۲)

فرانس، چین اور ایران نے اپنی زبان کے تحفظ، ترقی اور ترویج کے لئے قانون سازی کی ہے، تاکہ دیگر تہذیبیں اور زبانیں ان پر اثر انداز نہ ہو سکیں، زندہ قومیں اپنی زبان کے لئے حساس ہوتی ہیں (بحوالہ اخبارِ اردو، شمارہ اکتوبر 11ء)

ستمبر 11ء میں کراچی میں ''اردو عصرِ حاضر'' کے موضوع پر منعقدہ بین الاقوامی سیمینار جس میں ملکی ادیب، شعراء، سکالر، اہلِ قلم کے علاوہ دنیا بھر سے اردو مشاہیرِ ادب نے شرکت کی تھی اور مقالات پیش کئے تھے، سیمینار کے مقررین و شرکاء نے جناب جمیل الدین عالی صاحب بالقابہ کی پیش کردہ قرارداد کہ اردو کو سرکاری و غیر سرکاری اور کمرشل اداروں میں عملی طور پر نافذ کیا جائے، متفقہ طور پر منظور کی تھی (ایضاً حوالہ بالا)

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول (نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم و دیگر اہلِ علم

اپنی نوع کا منفرد نظام، ان شاءاللہ تعالیٰ جلد آغاز ہورہا ہے

سکول کی چند اہم خصوصیات وسہولیات

معیاری تعلیم وتربیت	مونٹیسوری وجدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ وناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی ودنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی وتربیتی نظام	اساتذہ اور والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیر نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی وتفریحی دورے

نرسری سے تیسری تک کلاسوں میں داخلے جاری ہیں

تعمیرِ پاکستان سکول: گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران، چاہ سلطان

(سلطان پورہ) راولپنڈی فون: 051-5780927

(سورہ بقرہ قسط ۸۹، آیت ۱۶۶، ۱۶۷)

مفتی محمد رضوان

آخرت میں اسباب ختم ہوجائیں گے

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (۱۶۶) وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (۱۶۷)

ترجمہ: جب بیزاری (ولاتعلقی) کا اظہار کریں گے وہ لوگ جن کی اتباع کی جاتی رہی، ان لوگوں سے جنہوں نے ان کی اتباع کی، اور وہ (سب) عذاب کو دیکھ لیں گے، اور ان کے ساتھ جو اسباب (رشتے، ناتے قائم) تھے، وہ ختم ہوجائیں گے (۱۶۶) اور جن لوگوں نے ان (شریکوں اور پیشواؤں) کی اتباع کی تھی، وہ کہیں گے کہ کاش ہمیں (دُنیا میں) لوٹنے کا موقع مِل جائے، تو ہم بھی ان (شریک اور پیشواؤں) سے اسی طرح بیزاری (ولاتعلقی) کا اظہار کریں، جس طرح انہوں نے ہم سے بیزاری (ولاتعلقی) کی ہے۔ اس طرح اللہ اُنہیں اُن کے اعمال ان پر حسرت ڈالنے کے لئے دِکھادے گا اور وہ آگ سے نکل نہیں سکیں گے (۱۶۶)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلی آیت میں یہ مضمون گزر چکا ہے کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ شریک بناتے اور اُن شریکوں سے اللہ جیسی محبت رکھتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔

مذکورہ آیات میں اُس عذاب کی کچھ کیفیت اور حالت بیان کی گئی ہے۔

غیرُ اللہ سے اللہ جیسی محبت رکھنے کے نتیجہ میں جو شخص غیر اللہ کی اتباع وپیروی کرتا ہے، وہ غیر اللہ خواہ ماں باپ اور آباء واجداد کی شکل میں ہوں، یا اپنے مذہب کے پیروکار ہوں، یا حکمران ہوں، یا وہ لوگ ہوں جن کو مقدس وبزرگ ہستیاں سمجھ رکھا ہے، اس قسم کے غیر اللہ کے ساتھ محبت وتعلق کے جتنے بھی اسباب وذرائع ہیں، وہ سب قیامت کے دن ختم ہوجائیں گے۔

---

[1] وأصلُه من السَّبَب وهو الحَبْل الذی يُتوصَّل به إلی الماءِ ثم استُعِير لكلِّ ما يُتَوصَّل به إلی شَیءٍ كقوله تعالی (وتقطَّعَت بهمُ الأسبابُ) أی الوُصَل والمودَّاتُ (النهاية فی غريب الأثر ج۲، ص۸۳۰)

Idara Ghufran

اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جن ہستیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھیں تھیں، وہ سب ہستیاں اپنے ماننے والوں سے بیزاری ولاتعلقی ظاہر کردیں گی، اور یہ سب کچھ آخرت کے عذاب کا منظر سامنے ہونے پر ہوگا۔

جس طرح دنیا میں جرم کرنے کے وقت تو سارے مجرم شریک اور متفق ہوتے ہیں، لیکن جب جرم کے خلاف مقدمہ چلتا ہے تو اس وقت ایک دوسرے سے الگ ہو کر مقدمہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اور سخت سزا کے ڈر سے ایک دوسرے کو پہچاننے سے بھی انکار کردیتے ہیں۔

مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں جو لوگ دوسروں کے ساتھ دوستی، رشتہ داری، قومیت، عقیدت، بزرگیت یا کسی اور تعلق کی وجہ سے اپنی چاہت پوری کرنے کے لئے یا دوسروں کی چاہت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کے کام کرتے ہیں، آخرت میں یہ دوستیاں، رشتہ داریاں یا دوسرے تعلقات کسی کام نہیں آئیں گے، بلکہ دنیا کے آپس کے تعلقات رکھنے والے آخرت میں ایک دوسرے سے بیزاری ظاہر کریں گے، اور ان دنیاوی تعلقات کی وجہ سے جو ایک دوسرے سے اُمیدیں وابستہ اور قائم تھیں، وہ اُمیدیں بھی ختم ہوجائیں گی۔

لہٰذا ایک مسلمان کے لئے عقل مندی اس میں ہے کہ ان دنیاوی تعلقات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی والے کاموں کو ہرگز انجام نہ دے۔

پھر جب آخرت میں پیروکاروں کو اپنے پیشواؤں، وڈیروں اور مقتداؤں کی طرف سے بیزاری اور اوپر سے اپنے پیروکاروں کی اتباع میں کئے جانے والے اپنے اعمال اور ان پر ہونے والے عذاب کو دیکھ کر پوری طرح مایوس و نامراد ہوجائیں گے، تو وہ نہایت حسرت کے ساتھ کہیں گے کہ کاش ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں لوٹ جانے کا موقع مل جائے تو ہم بھی ان شریکوں اور پیشواؤں سے ایسے ہی بیزاری و بے رخی اختیار کر کے ان سے کٹ کر الگ ہوجائیں، جس طرح کہ یہ لوگ آج ہم سے ہوگئے ہیں۔

لیکن یہ حسرت وندامت اور دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا پوری نہ ہوگی، اور وہ آگ کے عذاب سے نکل نہیں سکیں گے۔

ایمان والے بندے اگر دنیا میں بُرے اعمال کریں گے، تو آخرت میں اُن کی سزا پا کر آخرکار جنت میں چلے جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ایسا جرم ہے کہ شرک کرنے والے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، کبھی بھی نجات نہ پاسکیں گے۔

Idara Ghufran

مجرموں اور ظالموں کے دنیا میں لوٹنے اور پیشواؤں ورہبروں کی طرف سے اپنے پیروکاروں کے لئے بیزاری ظاہر کرنے اوران کی مدد نہ کرنے کا ذکر قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی ہے۔

چنانچہ سورہ شعراء میں ارشاد ہے کہ:

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ .وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ.مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ.فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ. وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ.قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ.تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ .اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ.فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ.وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ .فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورة الشّعراء، آيت ۹۱ تا ۱۰۲)

ترجمہ: اور ظاہر کردی جائے گی جہنم گمراہ لوگوں کے لئے۔اوران سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے؟ جواللہ تعالیٰ کے سوا تھے، کیاوہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں؟ پھراوندھے منہ ڈال دیا جائے گا جہنم میں اُن کواور سب گمراہ لوگوں کو ۔اور شیطان کے سارے لشکروں کو بھی۔وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم تو بے شک صریح گمراہی میں تھے۔کیونکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے۔اورہمیں توان مجرموں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا۔سواب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہےاور نہ کوئی مخلص دوست ہے۔پس کاش ہم کو(دنیا میں) پھرواپس جانا مل جائے تو ہم مومنوں میں شامل ہوجائیں (ترجمہ ختم)

اورسورہ زخرف میں ارشاد ہے کہ:

اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ(سورة الزخرف، آيت ٦٧)

ترجمہ: اس دن قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے سوائے متقیوں کے (ترجمہ ختم)

خلاصہ یہ کہ دنیا میں غیراللہ کی رضاجوئی اور مفاد پرستی کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کی صورت میں قیامت میں یہ دنیاوی تعلقات واسباب ختم ہوجائیں گے،اورعذاب سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

درسِ حدیث **مفتی محمد رضوان**

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

صلاۃُ التسبیح کے فضائل واحکام (تیسری وآخری قسط)

نویں روایت

صلاۃُ التسبیح سے متعلق ایک حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں تسبیح کے کلمات میں ’’لاحول ولاقوۃ الا باللہ‘‘ کا اضافہ ہے۔ [۱]

اگرچہ اس حدیث کو بعض نے صحیح قرار دیا ہے، مگر کئی دیگر محدثین نے اس کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

دسویں روایت

صلاۃُ التسبیح سے متعلق ایک حدیث حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۳]

---

[۱] حَدَّثَنَاهُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَافِظُ إِمْلَاءً مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الْغَفَّارِ بِمِصْرَ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ كَامِلٍ، ثنا إِدْرِيسُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :وَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ إِلَى بِلَادِ الْحَبَشَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ اعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ قَالَ :أَلَا أَهَبُ لَكَ، أَلَا أُبَشِّرُكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أُتْحِفُكَ؟ قَالَ :نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ .قَالَ ": تُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِالْحَمْدِ وَسُورَةٍ، ثُمَّ تَقُولُ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ وَأَنْتَ قَائِمٌ قَبْلَ الرُّكُوعِ :سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُهُنَّ عَشْرًا تَمَامَ هَذِهِ الرَّكْعَةِ قَبْلَ أَنْ تَبْتَدِئَ بِالرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، تَفْعَلُ فِي الثَّلَاثِ رَكَعَاتٍ كَمَا وَصَفْتَ لَكَ حَتَّى تُتِمَّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ (مستدرک حاکم،رقم الحديث ۱۱۹۶، واللفظ لهٗ، الدعوات الكبير للبيهقى، رقم الحديث ۴۴۵)

[۲] قال ابن حجر: وَتَعَقَّبَهُ شَيْخُنَا، لِأَنَّهُ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ جِدًّا لَا نُورَ عَلَيْهِ، وَكَذَا تَعَقَّبَهُ الذَّهَبِيُّ فِي تَلْخِيصِهِ، وَقَالَا :إِنَّ فِي سَنَدِهِ أَحْمَدَ بْنَ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الْغَفَّارِ الْحَرَّانِيَّ، ثُمَّ الْمَصْرِيَّ، كَذَّبَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، قُلْتُ :وَلِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ طَرِيقٌ آخَرُ تَقَدَّمَتِ الْإِشَارَةُ إِلَيْهَا قَرِيبًا، وَتَأْتِي لَهُ طُرُقٌ أُخْرَى فِي الْكَلَامِ عَلَى هَذِهِ الصَّلَاةِ، وَأُخْرَى رَابِعَةٌ أَخْرَجَهَا الطَّيْبِيُّ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ (امالى الاذكار فى فضل صلاة التسبيح،ص ۲۹)

وقال المنذرى:قال المملى رضى الله عنه وشيخه أحمد بن داود بن عبد الغفار أبو صالح الحرانى ثم المصرى تكلم فيه غير واحد من الأئمة وكذبه الدارقطنى (الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۲۶۹)

[۳] عن أم سلمة، قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى يومى وليلتى، حتى إذا كان فى الهاجرة، جاءه إنسان فدق الباب .فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم)(من هذا؟ فقالوا :العباس بن عبد المطلب . قال)(الله أكبر !الأمر ما جاء ؛ فأدخلوه .فلما دخل، قال) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مگر اس حدیث کی سند بھی شدید ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱؎

گیارہویں روایت

صلاۃ التسبیح سے متعلق ایک حدیث حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس کی سند پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(یا عباس !یا عم النبی !اما جاء بک فی الهاجرة؟ . فقال :یا رسول الله !بأبی أنت وأمی !ذكرت ما كان منی فی الجاهلية، فعرفت أنه لن يغنی عنی بعد الله غيرک .فقال) :(الحمد لله الذی ألقی ذلک فی قلبک .!يا عباس !يا عم النبی !أما إنه، لا أقول لک بعد الفجر حتی تطلع الشمس، ولا بعد العصر حتی تغرب الشمس، صل أربع ركعات، اقرأ فيهن بأربع سور من طوال المفصل، فإذا قرأت الحمد وسورة، فقل (سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر) ، هذه واحدة، قلها خمس عشرة مرة .فإذا ركعت، فقلها عشراً، فإذا رفعت رأسک من الركوع، فقلها عشراً، فإذا سجدت، فقلها عشراً، فإذا رفعت رأسک من السجود، فقلها عشراً، فإذا سجدت الثانية، فقلها عشراً، فإذا رفعت رأسک قبل أن تقوم، فقلها عشراً .والذی نفس محمد بيده !لو كانت ذنوبک :عدد نجوم السماء ، وعدد قطر المطر، وعدد أيام الدنيا، وعدد الحصی، وعدد الشجر والمدر والثری، لغفرها الله لک قال :يا رسول الله !بأمی أنت وأمی ومن يطيق ذلک؟ !قال) :(قلها فی كل يوم مرة . قال :ومن يطيق ذلک؟ !قال) :(فقلها فی كل جمعة مرة .قال :ومن يطيق ذلک؟ !قال): (فقلها فی كل شهر مرة . قال :ومن يطيق ذلک؟ !قال) :(فقلها فی كل سنةٍ مرة .قال :ومن يطيق ذلک؟ !قال) :(فقلها فی عمرک كله مرة) (صلاة التسبيح للخطيب ص۹۵،ذكر الرواية عن أم المؤمنين أم سلمة بنت أبی أمية رضی الله عنها ذلک عن النبی صلی الله عليه وسلم)

۱؎ قال ابن حجر:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَعَمْرُو بْنُ جَامِعٍ ضَعِيفٌ، وَفِي إِدْرَاكِ سَعِيدٍ أُمَّ سَلَمَةَ نَظَرٌ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ(امالی الاذكار فی فضل صلاة التسبيح،ص ۱۷،حديث امِ سلمة)

وقال ابن ابی حاتم: عمرو بن جميع البصری قاضی حلوان روی عنه الكوفيون سمعت ابی يقول ذلک، قال أبو محمد روی عن الاعمش والليث (بن ابی سليم قرأ الدوری عن يحيی بن معين قال عمرو بن جميع الذی روی عن الاعمش والليث) كان كذابا، نا عبد الرحمن قال سمعت ابی يقول عمرو بن جميع ضعيف الحديث(الجرح والتعديل لابنِ ابی حاتم، تحت رقم الترجمة ۱۲۴۵)

وقال الذهبی:(عمرو بن جميع، أبو المنذر) قاضی حلوان .عن :ليث بن أبی سليم، والأعمش، وجويبر، وابن جريج .وعنه :الحكم بن سليمان، وشريح بن يونس، والربيع بن ثعلب، وأبو إبراهيم الترجمانی، وآخرون .متفق علی تركه .قال يحيی بن معين :كان كذاباً خبيثاً .وقال ابن عدی :يتهم بوضع الحديث(تاريخ الاسلام للامام الذهبی، ج ۱۲ ص ۳۱۶،۳۱۷)

۲؎ قال ابن حجر:الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ:وَأَمَّا حَدِيثُ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ طَرِيقِ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ بِضَمِّ الْمُعْجَمَةِ وَسُكُونِ الْفَاءِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :يَا عَلِيُّ !أَلَا أَهْدِي لَكَ؟ . . . ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَفِيهِ :حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِينِي جِبَالَ تِهَامَةَ ذَهَبًا، قَالَ ": إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُلْ :اللَّهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً" . . . ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ صلاۃُ التسبیح کے بارے میں منقول احادیث وروایات کئی سندوں سے مروی ہیں، اوران میں سے بعض سندیں اگرچہ ضعیف یا شدید ضعیف ہیں، لیکن بعض سندیں صحیح یا حسن درجے میں داخل ہیں، جن کے ساتھ بعض دیگر ضعیف احادیث بھی مل کر قوت حاصل کرلیتی ہیں۔

جن کے پیشِ نظر بہت سے حضرات نے صلاۃُ التسبیح کو مستحب قرار دیا ہے۔

اوراگر بالفرض کوئی حدیث ضعیف ہو، تو چونکہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی چند شرائط کے ساتھ حجت ہوتی ہے، اوراس سے استدلال درست ہوجاتا ہے، اور وہ شرائط اس میں موجود ہیں، اور صلاۃُ التسبیح زیادہ سے زیادہ ایک نفل اور مستحب عمل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کئی محدثین وفقہائے کرام سے صلاۃُ التسبیح کے اہتمام اور ترغیب کا ثبوت موجود ہے۔

اور صلاۃ التسبیح اوراس سے متعلق احادیث وروایات کے ثبوت وتحقیق پر کئی محدثین کی مستقل تصانیف ورسائل عربی زبان میں تالیف ہوچکے ہیں۔

یادرہے کہ بعض حضرات نے صلاۃُ التسبیح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کے پڑھنے کا طریقہ عام نمازوں سے مختلف ہے، لہٰذا اس نماز کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مگر یہ اعتراض درست نہیں، کیونکہ اس نماز کے طریقہ میں دوسری نمازوں کے مقابلہ میں جوفرق ہے، وہ غیر معمولی درجہ کا نہیں ہے، چنانچہ قیام، قراءت، رکوع، سجدہ، قعدہ اور سلام سب چیزیں دوسری نمازوں کی طرح اس نماز میں بھی ہیں، صرف ایک تسبیح کا مختلف موقعوں پر اضافہ ہے، اوراس طرح کا اضافہ صحیح اور حسن درجہ کی احادیث سے کرنے میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَهَذَا يُوَافِقُ مَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ تَقَدُّمِ الذِّكْرِ عَلَى الْقِرَاءَةِ، وَسَأَذْكُرُ مَنْ جَاءَ عَنْهُ نَحْوُ ذَلِكَ، وَسَنَدُ الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ فِيهِ ضَعْفٌ وَانْقِطَاعٌ. الطَّرِيقُ الثَّانِي: وَلَعَلِيٍّ حَدِيثٌ آخَرُ أَخْرَجَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي كِتَابِ الدَّعَوَاتِ، مِنْ طَرِيقِ أَبِي عَلِيِّ بْنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، عَنْ إِمَامَةَ نَسَقًا إِلَى عَلِيٍّ، وَهَذَا السَّنَدُ أَوْرَدَ بِهِ أَبُو عَلِيٍّ الْمَذْكُورُ كِتَابًا رَتَّبَهُ عَلَى الْأَبْوَابِ، كُلُّهُ بِهَذَا السَّنَدِ، وَقَدْ طَعَنُوا فِيهِ وَفِي نُسْخَتِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ (امالی الاذکار فی فضل صلاۃ التسبیح، ص ۳۳، ۳۴)

[۱] والطعن فی ندبها بأن فیها تغییرا لنظم الصلاۃ إنما یأتی علی ضعف حدیثها فإذا ارتقی إلی درجة الحسن أثبتها وإن کان فیها ذلک (رد المحتار علی الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ التسبیح)

صلاۃُ التسبیح سے متعلق چند متفرق مسائل

صلاۃ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات اوران کی اسنادی حیثیت پر بقدرِضرورت کلام کے بعداب اس نماز کے بارے میں چند مسائل ذکر کیئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:...... صلاۃ التسبیح اگرچہ نفل نماز ہے،مگر بڑی عظیمُ الشان اور فضیلت والی نماز ہے،جس پر گزشتہ گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے،اور محدثین ومحققین کے نزدیک دلائل کے لحاظ سے راجح یہ ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

بعض عورتیں اور بعض مرد حضرات ہرطرح کے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجوداُن سے توبہ نہیں کرتے،اور ہفتے یا مہینے وغیرہ میں ایک مرتبہ صلاۃُ التسبیح پڑھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے اُن کے سارے گناہ معاف ہوگئے ہیں،یہ ان کی غلط فہمی ہے جو کہ قابلِ اصلاح ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں اور بعض مرد دوسرے اعمالِ صالحہ کو چھوڑ کرصرف صلاۃُ التسبیح کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ صلاۃُ التسبیح کی وجہ سے دیگر نیک اعمال کو چھوڑنا اور ضائع کرنا بھی سراسر غلط ہے۔

صلاۃُ التسبیح کے ثبوت کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے اعمالِ صالحہ کو چھوڑ کرصرف صلاۃُ التسبیح کا اہتمام کیا جائے،لہٰذا دیگر ثابت شدہ اعمالِ صالحہ کو بھی ان کے درجہ کے مطابق انجام دینا چاہیئے،اور صلاۃُ التسبیح کی وجہ سے دیگر نیک اعمال کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

اور اگر کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ اس نماز سے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے اور توبہ واصلاح کی ضرورت ہی نہ سمجھے تو اس غلط فہمی کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

مسئلہ:...... مختلف احادیث سے صلاۃُ التسبیح پڑھنے کا جو طریقہ معلوم ہوتا ہے،اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> چار رکعت نفل نماز اس طریقے سے پڑھیں کہ دوسری عام نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں ثناء اور اعوذ باللہ،بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں:
>
> **سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ.**
>
> پھراس کے بعد رکوع کریں اور رکوع کی تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم** تین مرتبہ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ پھر یہی اوپر والی تسبیح پڑھیں۔

پھر رکوع سے اُٹھ کر قومہ میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد بھی یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر سجدہ میں چلے جائیں، اور سجدے کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔

پھر پہلے سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر دوسرے سجدے میں سجدے کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔

پھر دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جائیں اور کھڑے ہونے سے پہلے یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر بغیر اللہ اکبر کہے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

یہ ایک رکعت مکمل ہوگئی، جس میں پچھتّر (۷۵) مرتبہ یہ تسبیح پڑھی گئی ہے۔

پھر اسی طرح دوسری، تیسری، اور چوتھی رکعتیں پڑھیں، اور مذکورہ ترتیب سے ہی یہ تسبیح ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ پڑھیں۔

مسئلہ:...... صلاۃُ التسبیح پڑھنے کا ایک طریقہ وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے، وہ طریقہ مذکورہ طریقہ سے تھوڑا سا مختلف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

چار رکعت نفل نماز اس طریقے سے پڑھیں کہ دوسری عام نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں ثناء کے بعد پندرہ مرتبہ مذکورہ تسبیح پڑھیں۔

پھر اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے قیام ہی کی حالت میں دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں۔

پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم تین مرتبہ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ پھر یہی اوپر والی تسبیح پڑھیں۔

پھر رکوع سے اُٹھ کر قومہ میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد بھی یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر سجدہ میں چلے جائیں، اور سجدے کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔

پھر پہلے سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر دوسرے سجدے میں سجدے کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔

پھر دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہوجائیں۔

یہ ایک رکعت مکمل ہوگئی، جس میں پچھتَّر (۷۵) مرتبہ یہ تسبیح پڑھی گئی ہے۔

پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے پندرہ مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں، اور باقی رکعت بھی اسی طرح پڑھیں جس طرح پہلی رکعت پڑھی گئی ہے۔

پھر اسی طرح تیسری، اور چوتھی رکعتیں پڑھیں، اور مذکورہ ترتیب سے ہی یہ تسبیح ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ پڑھیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے بیان کردہ اس طریقہ میں صرف اتنا فرق ہے کہ ان کے بیان کردہ طریقہ میں قرائت سے پہلے پندرہ مرتبہ اور قرائت کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے، اور دوسرے سجدہ کے بعد یہ تسبیح نہیں پڑھی جاتی۔

جبکہ مختلف احادیث میں جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، اس میں ہر رکعت کی قراءت کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے، اور دوسرے سجدے سے فارغ ہوکر بھی دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔

اہلِ علم حضرات کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق بھی صلاۃُ التسبیح پڑھنا جائز ہے۔ [۱]

---

[۱] اعْلَم أَن أَكثر أَصْحَابنَا الْحَنَفِيَّة وَكثير من الْمَشَايِخ الصُّوفِيَّة قد ذكرُوا فِي كَيْفيَّة صَلَاة التَّسْبِيح الْكَيْفِيَّة الَّتِي حَكَاهَا التِّرْمِذِيّ وَالْحَاكِم عَن عبد الله ابْن الْمُبَارك الخالية عَن جلْسَة الاسْتِرَاحَة والمشتملة على التسبيحات قبل الْقِرَاءَة وَبعد الْقِرَاءَة وَذَلِكَ لعدم قَوْلهم بجلسة الاسْتِرَاحَة فِي غَيرهَا من الصَّلَوَات الرَّاتِبَة وَالشَّافِعِيَّة والمحدثون أَكْثَرهم اخْتَارُوا الْكَيْفِيَّة الْمُشْتَملَة على جلْسَة الاسْتِرَاحَة وَقد علم مِمَّا أسلفنا أَن الْأَصَح ثبوتاً هُوَ هَذِه الْكَيْفِيَّة فليأخذ بهَا من يُصليهَا حنفيا كَانَ أَو شافعيا فَإِن جلْسَة الاسْتِرَاحَة وَإِن لم تذْهب الْحَنَفِيَّة إِلَى استنائها فِي الصَّلَوَات الْمَفْرُوضَة وَأَجَابُوا عَن الْأَحَادِيث الْوَارِدَة فِيهَا على وُقُوعهَا فِي بعض الْأَوْقَات لعذر من الْأَعْذَار الشَّرْعِيَّة لَكِن مَعَ ذَلِك صَرَّحُوا بِأَنَّهُ لَو فعل ذَلِك لَا بَأْس فِي المفروضات وَالْقَوْل بكراهتها فِيهَا مُطلقًا مِمَّا لَا يعْتد بِهِ وَأما التطوعات فَفِيهَا سَعَة لَا يكره فِيهَا مَا يكره فِي غَيرهَا (الآثار المرفوعة في الاخبار الموضوعة، ص ۱۴۱ تا ص ۱۴۳، لعبدالحیی اللکنوی، صلاة التسبیح، فَائِدَة فِي كَيْفيَّة صَلَاة التَّسْبِيح)

Idara Ghufran

مسئلہ:...... یوں تو صلاۃُ التسبیح ہر روز پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن روزانہ پڑھنا کیونکہ مشکل ہوتا ہے، اور احادیث میں روزانہ پڑھنے کی صورت میں ہفتہ میں ایک دن پڑھ لینے کا ذکر کیا گیا ہے، اور جمعہ کا دن دوسروں دنوں کے مقابلہ میں زیادہ بابرکت دن ہے، اس لئے بعض اہلِ علم حضرات نے ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھنے کی صورت میں صلاۃُ التسبیح کو جمعہ کے دن پڑھ لینا بہتر قرار دیا ہے، اور اگر کسی کو دوسرے کسی دن سہولت ہو، تو اس دن پڑھ لینے میں بھی حرج نہیں۔ [۱]

مسئلہ:...... صلاۃُ التسبیح کو تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا چاہئے، کیونکہ صلاۃُ التسبیح نفل نماز ہے اور نفل نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے، اور خواتین کا تو با جماعت فرض نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے تو نفل نماز با جماعت پڑھنا اور بھی زیادہ بُرا ہوا۔ لہٰذا جو خواتین و حضرات صلاۃُ التسبیح با جماعت پڑھتے ہیں، ان کو اپنے اس غلط عمل کی اصلاح کرنی چاہئے۔

مسئلہ:...... جو تسبیحات اس نماز میں پڑھی جاتی ہیں، وہ اس نماز کا حصہ ہیں۔

لہٰذا ان کے شمار کی طرف توجہ کرنا نماز یا نماز کے خشوع کے خلاف نہیں، البتہ ساتھ ساتھ نماز کے دیگر ارکان واذکار کی طرف توجہ رکھنا ضروری ہے۔

البتہ صلاۃُ التسبیح کے کلمات کا زبان سے شمار کرنا (مثلاً ایک دو کی گنتی کے الفاظ کہنا) نماز کو فاسد کر دیتا ہے، بہتر یہ ہے کہ دل ہی دل میں بغیر کسی تلفظ اور اشارہ کے شمار کیا جائے البتہ کسی کو یاد رکھنا مشکل ہو تو بامرِ مجبوری انگلیاں کھول اور بند کر کے اشارہ سے شمار کرنا جائز ہے۔ [۲]

مسئلہ:...... صلاۃُ التسبیح چار رکعت ہیں، اور ان کو ایک سلام سے پڑھنا بہتر ہے، اور دو سلام سے پڑھنا بھی جائز ہے اور ان رکعتوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، مگر بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب کم ہے۔ [۳]

---

[۱] والأقرب من الاعتدال للمؤمن أن يصليها من الجمعة إلى الجمعة وهذا الذى كان عليه حبر الأمة وترجمان القرآن عبدالله بن عباس رضى الله عنهما فانه كان يصليها عند الزوال يوم الجمعة (مرقاة المفاتيح، باب التطوع)

[۲] وفى القنية :لا يعد التسبيحات بالأصابع إن قدر أن يحفظ بالقلب وإلا يغمز الأصابع (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فى صلاة التسبيح)

[۳] عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ :سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الْقَائِمِ أَفْضَلُ وَصَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (ابنِ خزيمه، حديث نمبر ۱۲۳۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... ہر رکعت میں یہ تسبیح پچھتر مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں کل تعداد تین سو مرتبہ بن جاتی ہے۔ ۱؎

اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائیں یا کم ہو جائے تو بہتر ہے کہ اس کے بعد اگلے مقام پر دوسری تسبیحات کے ساتھ ان تسبیحات کو پڑھ کر تعداد مکمل کر لیں، لیکن بھولی ہوئی تسبیح کی قضا رکوع سے اٹھ کر قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان والے جلسہ میں پوری نہ کریں۔ لیکن اگر تعداد پوری نہ ہو سکی تب بھی نماز ہو جائے گی، سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، اگرچہ صلاۃ التسبیح کا ثواب نہ ملے گا۔ ۲؎

مسئلہ:...... یہ نماز ان اوقات میں پڑھنا منع ہے، جن میں نفل نماز کا پڑھنا مکروہ ہے۔ ۳؎

مسئلہ:...... صلاۃ التسبیح میں جو کلمہ پڑھا جاتا ہے، اس کے آخر میں "**لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم**" کا اضافہ کر لینا اگرچہ جائز ہے۔ لیکن کیونکہ جس روایت میں اس اضافہ کا ذکر ہے، اُس کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے، اور مشہور احادیث میں اس کا ذکر نہیں، اس لئے ان کلمات کا اضافہ کر لینا اگرچہ گناہ نہ ہو، مگر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

والله سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

فقط، محمد رضوان، ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ۔ 23 / فروری 2012 بروز جمعرات

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وهی أربع بتسليمة أو تسليمتين (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبيح)

۱؎ يقول فيها ثلثمائة مرة سبحان الله، والحمد لله ولا إله إلا الله، والله أكبر وفی رواية زيادة ولا حول ولا قوة إلا بالله يقول ذلک فی كل ركعة خمسة وسبعين مرة (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبيح)

۲؎ وقيل لابن المبارک :لو سها فسجد هل يسبح عشرا عشرا قال :لا إنما هی ثلثمائة تسبيحة .قال الملا علی فی شرح المشكاة :مفهومه أنه إن سها ونقص عددا من محل معين، يأتی به فی محل آخر تكملة للعدد المطلوب اهـ.قلت :واستفيد أنه ليس له الرجوع إلى المحل الذی سها فيه وهو ظاهر، وينبغی كما قال بعض الشافعية أن يأتی بما ترک فيما يليه إن كان غير قصير فتسبيح الاعتدال يأتی به فی السجود، أما تسبيح الركوع فيأتی به فی السجود أيضا لا فی الاعتدال لأنه قصير .قلت :وكذا تسبيح السجدة الأولی يأتی به فی الثانية لا فی الجلسة لأن تطويلها غير مشروع عندنا على ما مر فی الواجبات (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبيح)

۳؎ (قوله وأربع صلاة التسبيح إلخ) يفعلها فی كل وقت لا كراهة فيه (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۲۸، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبيح)

idaraghufran

مقالات ومضامین (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۲۷) مفتی محمد امجد حسین

مجھے ہے حکمِ اذاں......

خیر وشر اور حق و باطل کی کشمکش ہر دور، ہر زمانے کی طرح آج بھی زور وشور سے جاری ہے، چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی آج بھی ستیزہ کار و نبرد آزما ہے، اولادِ ابراہیم کو آج بھی وقت کے فراعنہ ونمارده پورے عالم میں، دنیا کے طول وعرض میں رگیدتے، گھسیٹتے، اکھاڑتے، بچھاڑتے، لتاڑتے اور جدید آتشیں ہتھیاروں، ڈرون و بمبار طیاروں، ایٹمی و کیمیاوی، مہلک ومستاصل اسلحوں کی آگ میں بھسم کرتے پھر رہے ہیں۔ ؎

کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے
آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے

اسی پر بس نہیں آج کے فراعنہ ونمارده اور دجاجلہ کے پاس دجال اکبر کے ہمقرین ہونے اور آثار وعلامات سے اس عہد ستم پیشہ کا دجالی دور کا حصہ اور دجال اکبر کے آمد کی تمہید ہونے کی وجہ سے مکر وشر کے اور بھی بہت سے سامان اور فتنہ سامانیاں ہیں، دجل کے بہت متنوع سلسلے ہیں، جن کے چند جلی عنوانات یہ ہیں:

(۱) دجاجلہ وطواغیت وقت کا معاشی واقتصادی عالمگیر تسلط و ہولڈ (۲) سیاسی وسفارتی منصوبہ بندی و پرکاری (۳) تعلیمی وسائنسی اور فکری میدانوں میں جبری وقہری غلبہ (جس میں بڑی حد تک مسلم دنیا کی لیڈرشپ اور مقتدر اتھارٹیوں اور اداروں کا فکری افلاس، ذہنی مرعوبیت، مغرب کے تابع مہمل ہونے کی مجموعی پالیسی، اپنی ایمانی بنیادوں پر بداعتمادی اور دورنگی کا بھی دخل ہے) (۴) میڈیا وار (۵) نفسیاتی جنگ (۶) پروپیگنڈہ مہم، جس میں طاغوت نے اپنے زرخرید و ذہنی غلام بہت سے دانش فروش دانش ور، اینکر پرسن، صحافی حضرات کو ہراول دستہ کے طور پر آگے رکھا ہوا ہے، طاغوت کے یہ پیادے اپنی چرب زبانی، دجل وفن کاری، مکر وفریب اور پروپیگنڈہ کے زور پر حق کو باطل، باطل کو حق سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم، لٹیروں اور غارت گروں کو محافظ و پاسبان، اور عہد وفا کے پاسبانوں، اعلی انسانی فطری واخلاقی قدروں کے پاسداروں کو شدت پسند، دقیانوس، جاہل اجڈ، انتہا پسند اور نہ جانے کن کن ناموں سے موسوم ومنسوب کرتے، بتاتے، دکھاتے اور جتلاتے ہیں۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آج کے طواغیت اور فراعنہ ونمارده کے مکر وفن کی داد دیجیے، جو شور وشر اور مکر وفن میں اتنے طاق، اتنے

ایکسپرٹ، ہنرمند اور درجہ کمال پر فائز ہیں کہ ساری دنیا میں ہلاکت کا افسون پھونکنے، غریب و پسماندہ اقوام کے خون سے ہولی کھیلنے، اسلامی دنیا میں خون کی ندیاں بہانے، دنیائے اسلام کو لاکھوں اور کروڑوں بیواؤں، یتیموں، اجڑی سہاگنوں، اجاڑی ہوئی گودوں، بے آنچل وردا اور بے سہارا ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے تحائف و سوغات عطا کرنے، معذور واپاہج اور ستم رسیدہ و مردم گزیدہ انسانوں سے اسلامی دنیا کی جھولی بھرنے، افریقہ وایشیا کے پسماندہ اقوام وممالک کی سیاست وریاستی سسٹم پر اپنی آہنی چنگل دراز کرنے اوران پر سودخور عالمی مالیاتی اداروں کے تنخواہ دار اور سامراج کے ایجنٹ ووظیفہ خوار کٹھ پتلی حکمران مسلط کرنے، ملک ملک کو خانہ جنگی اور آپس کی سرپھٹول میں الجھا کران کی طاقت و یک جہتی کو فنا کرنے، ایک ملک کو دوسرے سے لڑانے بھڑانے اور دونوں طرف کے متحارب قوتوں کو ہلہ شیری دینے اوران کی پیٹھ ٹھونکنے کے باوجود یہی طواغیت کنٹرولڈ میڈیا کی پروپیگنڈہ مہم کے ذریعے اور ڈالرزدہ جدت پسند و روشن خیال سکالروں، ضمیر فروش اینکر پرسنز اور زرد صحافت کے علمبرداروں کے قلم وزباں پر اوران کے ٹیبل ٹاک وڈائیلاگ کے زور پر امن عالم کے ضامن ونگران بھی ہیں، دنیا کے نجات دہندہ بھی ہیں، تہذیب وتمدن کے پرچارک اور نمونے بھی ہیں، وسعت نظری، وسیع الظرفی اوراعتدال پسندی کے حامل و پیامبر بھی ہیں۔ ع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک صاحبِ دل آشنائے راز نے طاغوت کی یہی ہوش ربا چیرہ دستیاں اور طاغوت کے چیلوں کی پرکاری و فن کاری ملاحظہ کرکے بارگاہ ایزدی میں فریاد کی تھی "متٰی نصر اللّٰہ" ع

ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟ (اقبال)

یہ تو صاحب دل شاعر کا نازوادا کا انداز تھا، ورنہ اہل ایمان کا تو اپنے رب کے وعدوں پر، اپنے رب کی مدد و نصرت پر یقین ہے، اس رب نے قرآن میں قیامت تک کے اہل ایمان کو تسلی دی ہے......

الا ان نصر اللّٰہ قریب

(سن رکھو اللہ کی مدد و حمایت قریب ہے)

گزشتہ ایک عشرے سے آج کے طواغیت اور عالمِ اسلام میں اس کے چیلوں، آستین کے سانپوں کی اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف کھلی یلغار، مخفی سازشوں، میڈیائی جنگ، اینکر پرسنز کی بدمعاشیوں اور اس

سب کے مقابلے میں حق کی بے چارگی و بے سروسامانی جب میں دیکھتا ہوں، طاغوت اور اس کے دلالوں کے ہاتھوں مظلوم مسلمانوں اور مخلص وراسخ العقیدہ اہل ایمان پر نوع بہ نوع ابتلا و آزمائش کا حال سنتا ہوں اور دین حق کے سچے علمبرداروں کے خلاف طاغوت اور طاغوت کے ان دیسی دلالوں، میڈیائی، سیاسی و ریاستی ایجنٹوں کی چومکھی جنگ، پروپیگنڈہ مہم اور کردار کشی ملاحظہ کرتا ہوں تو بے ساختہ میرے دل میں قرآن کی یہ آیات اترتی ہیں:

(الف)...... حَتّٰی إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ (سورۃ یوسف، آیت ۱۱۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید سے ہوگئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت) کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آپہنچی۔ پھر جسے ہم نے چاہا بچادیا اور ہمارا عذاب (اتر کر) گنہگاروں سے پھرا نہیں کرتا۔

(ب)...... أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۱۴)

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (مصائب ومشکلات میں) ہلا ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی؟ دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔

اللہ اکبر! پہلی امتوں کے اہل ایمان پر، انبیاء اور ان کے متبعین پر کیسے کیسے حالات اپنے وقت کے طواغیت کی طرف سے آئے ہوں گے؟ وہ اس درجہ مضطرو بے قرار ہوئے کہ "متٰی نصر اللّٰہ" کی دہائیاں ان کے روح کی پہنائیوں سے اور دل کی گہرائیوں سے بلند ہوئیں، اور پھر اللہ کی مدد نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کو ذبح کرنے اور آروں سے ان کے جسم چیرنے کا منظر کتنا دلدوز ہوگا؟ حضرت عیسیٰ اور اُن کے حواریوں پر فریسیوں اور رومیوں کے لرزہ خیز مظالم کا کیا عالم ہوگا؟ خندقوں والے

دقیانوس کے ہاتھوں توحید کے پرستاروں کو آگ کی خندقوں میں کباب کی طرح بھوننے اور اس بڑی آگ کا ان کو دن دھاڑے، کھلے بندوں ایندھن بنانے کا منظر ابوغریب، بگرام، گوانتا ناموبے کے عقوبت خانوں، غزہ کے حصار اور جامعہ حفصہ کی مقتل گاہ کی طرح کتنا ہولناک ہوگا، کہ وہ اللہ کی مدد کی دھائی دینے لگے اور پھر اللہ کی مدد آئی، سرعام آئی، ڈنکے کی چوٹ پر آئی، زمین کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے طاغوت کے مکڑی نما جالے آسمانی جھاڑو لمحوں اور دنوں میں صاف کرگئی، خندقوں والے دقیانوس، میخوں والے فرعون، کرّ وفر والے نمرود، قصائی سرشت یہودی غنڈے اور بنی اسرائیل کے خونخوار درندے سب کو مکافاۃ عمل کی موجِ بلا، تنکے کی طرح بہالے گئی۔ ع

کیا دبدبہ نادر کیا شوکت تیموری　　　ہوجاتے ہیں سب غرق دفترِ مے ناب آخر

فرنگی استبداد اور اس کے ہندی غلاموں کی چیرہ دستیوں سے بے قرار ہوکر جس اقبال کی زبان سے یہ آہ نکلی تھی۔ ع

ہے کہاں روز مکافاۃ اے خدائے دیر گیر

اس اقبال کی موت کے سال دو سال بعد ہی عالمگیر فرنگی سامراج کا یوم الحساب شروع ہوگیا تھا۔ ؎

از نِ بیداری جودے وہ آفتاب آیا نہیں　　　اے شب ظلمت ترا روز حساب آیا نہیں

دوسری عالمگیر جنگ (39ء تا 45ء) مغربی سامراجی طاقتوں بالخصوص برٹش ایمپائر کے لیے خدائی کوڑا تھا جو ان کی خدائی کے بت کو پاش پاش کرگیا تھا، وہ برطانیہ عظمیٰ جس کو غرہ و غرور تھا کہ مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی اس کی سلطنت، افریقہ و ایشیا، یورپ و آسٹریلیا کے اس کے مقبوضات میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا، کہیں صبح ہے تو کہیں شام ہے کہیں دن ہے تو کہیں رات ہے، قدرت نے اس کی بساطِ فرعونیت لپیٹ اور سمیٹ کر اسے اس انگلینڈ میں محدود کردیا جہاں سورج کبھی کبھار ہی طلوع ہوتا ہے۔

برطانیہ کے بعد کمیونزم کا سرخ برفانی ریچھ طاغوت بن کر مشرق و مغرب میں دندنانے لگا، انسانیت کی مٹی پلید کرنے لگا، اس درندے کے منہ کو انسانی خون لگ گیا تھا، یہ انسانیت کی سرسبز و شاداب کھیتیوں میں اندھا دھند منہ ماری اور جگالی کرتا رہا، وسطی ایشیا اور ترکستان کی دسیوں ریاستیں تو صرف مسلمانوں کی یہ ہڑپ کرگیا تھا اور وہ بھی بغیر ڈکار لئے، خود اشتراکی کامریڈوں کا اعتراف ہے کہ وسطی ایشیا میں (اشتراکی انقلاب برپا کرنے میں 5 کروڑ سے زیادہ انسانوں کا خون کام آیا (دیکھئے کتاب "سوشلزم" مطبوعہ 1967، روزنامہ کوہستان 13 نومبر 1967ء) باقی مشرقی یورپ میں کمیونسٹوں نے جو کچھ کیا اس کا حساب الگ ہے، 90ء

کی دھائی میں جب قدرت کا کوڑا افغانوں کے کہساروں میں اس سرخ ریچھ پر گھوما اور اس کا دم خم نکل گیا تب ان کو انسانیت کے خلاف اپنے ستر سالہ جرائم کا احساس ہوا، گورباچوف نے کہا تھا ’’کاش ہم کمیونزم کا تجربہ افریقہ کے کسی چھوٹے سے صحرا میں کرلیتے اس طرح انسانیت کے ستر سال برباد نہ ہوتے‘‘

سرخ ریچھ کے بعد سفید ہاتھی کے سر میں ’’ورلڈ آرڈر‘‘ کا سودا سمایا اور وہ ’’انا ربکم الاعلیٰ‘‘ کا نعرہ لگانے لگا، گزشتہ بیس سال کے عرصے میں عراق کویت جنگ، مشرق وسطیٰ اور خلیج میں اپنے عمل دخل، اثر ورسوخ اور سامراجی ہتھکنڈوں کی صورت میں اور پچھلے دس سال میں عراق وافغانستان پر لشکر کشی اور قتل وغارت گری کی شکل میں اس سامراج اور اس کے نیٹو بلاک کے گرگوں نے انسانیت کے خلاف جتنے جرائم کیے ہیں، اس کا یوم الحساب (پچھلی صدی کے دونوں سامراجوں کی طرح) بحمد اللہ اب شروع ہو چکا ہے، فرزندان اسلام کے ہاتھوں افغان سرزمین میں ’’ورلڈ آرڈر‘‘ کا دعویدار بڑا چوھدری اور اس کے چالیس چور جس طرح ذلت ورسوائی کی خاک چاٹ رہے ہیں، عسکری میدانوں سے پسپا ہو رہے ہیں، وہ سب ’’الا ان نصر اللّٰہ قریب‘‘ کے نمونے ہیں، یہ کائنات کے مالک کا زمین کے خود ساختہ خداؤں کو ایک وقت تک ڈھیل دینے کے بعد پکڑنے اور رگڑنے کے وہ مناظر ہیں جو چشم فلک نے ہر دور میں دیکھے ہیں، ہمیشہ کی طرح تاریخ پھر اپنے آپ کو آج دہرانے جارہی ہے، گردشِ زمانہ نے پھر الٹی زقند بھری ہے، فرعون کی غرقابی، نمرود کی بربادی، قارون کا زمین میں دھنسنے، برٹش سامراج اور سرخ سامراج کا سپر پاور سے زیرو پاور بننے کے مناظر آج کے سامراج وطاغوت کے عسکری، معاشرتی، اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی سب میدانوں میں تیزی سے پسپا ہونے اور تنزل وانحطاط کا شکار ہونے کی صورت میں سابقہ طواغیت کے مقابلے میں زیادہ وسیع وہمہ جہت طور پر سامنے آرہے ہیں ’’رہے نام اللہ کا‘‘

لیکن اس سب کچھ سے میرے ملک کا طاغوت پرست ٹولہ، ڈالرزدہ میڈیا، اور اس کے چمکتے دمکتے، لشکارے مارتے اینکر پرسن اندھے ہیں، ان ٹائی پتلونوں والے اور سر سے پاؤں تک یہود ونصاریٰ کی شکل وشباہت اور رنگ وروپ میں رنگے ہوئے جدت پسند وروشن خیالوں کی اوقات یہ ہیں کہ یہ مادیت کے پرستار اپنی اغراض وخواہشات کے غلام، وقتی دنیوی لذتوں ومنفعتوں کے رسیا، دولت وشہرت کے بھوکے، ہر چڑھتے سورج کے پجاری، ایک خدا اور اس کے احکام کے تو باغی ہیں، اس کے علاوہ ہر باطل اور ہر طاغوت کی وفاداری اور اس کے ساتھ سمجھوتہ کے لیے تیار رہتے ہیں، طاغوت خود عسکری میدانوں

میں اتر کر جتنی تباہی پھیلا چکا ہے اس سے دو چند نقصان، طاغوت کے یہ پیادے پروپیگنڈہ، دجل، فریب، جھوٹ، چرب زبانی، افواہ سازی کی متنوع شکلوں کے ذریعے مسلمانوں میں مایوسی، ناامیدی، خلفشار وانتشار پھیلا کر کرتے ہیں، نسل درنسل ٹوڈیوں اور بالشتیوں کے یہ غول کبھی فرنگی سامراج کا کلمہ پڑھتے تھے پھران میں سے بہت بڑا طبقہ سرخ سامراج کے گن گاتا رہا، اوراپنی سفلی خواہشات اور مادی مفادات کی تکمیل کرتا رہا، اس کے بعد USA کے تمغے ان کے قلب ودماغ میں پیوست ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے ماتھے کا جھومر بنتے گئے، گزشتہ عشرے سے جب سے سامراج باؤلا ہوکر مسلمانوں پر چڑھائی کرکے آیا، طاغوت کے ان بگلچیوں اور بغل بچوں نے وہ ہاہا کار مچائی ہے کہ الامان والحفیظ۔

ان مارآستین، ننگِ وطن وننگِ دین ٹوڈیوں کے مشن اور خدمات کی اصلیت کا کھوج لگانا ہو تو فرعونِ وقت بش کے افغانستان پر چڑھائی کا اعلان کرتے وقت پالیسی بیان اور ریڈیو، ٹی وی پر خطاب کے بین السطور میں آپ جان اور جانچ سکتے ہیں، جس نے ''کروسیڈ'' کا اعلان کرتے ہوئے کہہ دیا تھا، کہ یہ جنگ صرف عسکری محاذ پہ نہیں لڑی جائیگی، بلکہ ہر محاذ پر ہوگی، خصوصاً میڈیا کے محاذ پر میڈیا وار اس جنگ کا بڑا حصہ بنا، ظاہر ہے میڈیا کے محاذ پر نیٹو افواج یا امریکی آرمی کو بھیجنے کی ضرورت تو نہیں تھی وہاں تو طاغوت کے یہ پیادے پہلے ہی سے موجود وبراجمان تھے، اس پورے عشرے میں انہوں نے سامراج کی سربلندی کے لیے اور طاغوت کی حمایت میں یہ جنگ پھر اس طرح یکسو ہو کر اور اپنی ساری فن کارانہ مہارتیں جمع کر کے لڑی کہ طاغوت کا حقِ نمک ادا کر دیا۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

Idara Ghufran

نظارۂ وطن — ابوعشرت حسین

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۲)

اسلام آباد کا جغرافیہ

اسلام آباد ''مارگلہ ہلز'' سلسلۂ کوہ کے دامن میں واقع ہے، مارگلہ پہاڑی سلسلہ اسلام آباد کا سائبان، پاسبان، پشتی بان اور اسلام آباد کے سر کا خوشنما تاج ہے، جو ہری پور، ایبٹ آباد تک مسلسل چلا گیا ہے، فیصل مسجد مارگلہ پہاڑیوں کے عین نیچے واقع ہے، فیصل مسجد سے مشرق کی طرف روڈ سے یا پہاڑی سلسلے کے نیچے نیچے آئیں تو اندازاً میل دو میل کے فاصلے پر بالکل پہاڑی کے نیچے چڑیا گھر (مرغزار) واقع ہے، اور چڑیا گھر کے پہلو سے روڈ اوپر مارگلہ کی پہاڑیوں پر دامن کوہ کی طرف چڑھتی ہے، دامنِ کوہ سے مزید اوپر ٹاپ پر یہ روڈ پیر سوہاوہ جاتی ہے، جو دامن کوہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہاں سے اس پہاڑی سلسلے پر ہری پور کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ [1]

روڈ کے راستے ہری پور جائیں تو یہاں سے لگ بھگ تیس کلومیٹر سفر طے کر کے مارگلہ پہاڑیوں کے کٹاؤ میں سے گذر کر ٹیکسلا پہنچتے ہیں (ٹیکسلا کی دہلیز پر مارگلہ پہاڑی کاٹ کر جی ٹی روڈ گذاری گئی ہے اور اس روڈ کے عقب میں پہاڑی کے اندر سرنگ بنا کر ریلوے ٹریک گذارا گیا ہے، اس کٹاؤ پر ٹیکسلا میں داخل ہوتے ہوئے روڈ کے بائیں کنارے پہاڑی کی چوٹی پر انگریز آنجہانی جرنل نکلسن کی جائے ہلاکت پر مینار نما لاٹ کھڑی ہے) اور پھر ٹیکسلا بائی پاس سے خان پور روڈ پر چڑھ کر مزید پانچ سات کلومیٹر آگے جا کر ضلع ہری پور شروع ہوتا ہے جبکہ حسن ابدال والے راستے سے تو ٹیکسلا سے ''جھارکس'' (جو ہری پور ہزارہ کا داخلی دروازہ ہے) پچیس تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

لیکن اسلام آباد میں دامنِ کوہ کے اوپر پہاڑی سے چند کلومیٹر پر ضلع ہری پور کی حدود شروع ہو جاتی ہیں،

---

[1] یہاں کہیں قریب مارگلہ کے اس پہاڑی سلسلہ میں مرحوم صدر ایوب کا گاؤں ''ریحانہ'' بھی ہے، اللہ بچائے لوگ کیسی کیسی بد گمانیاں کرتے ہیں اور کتنی دور کی کوڑیاں لاتے ہیں، ''کہندے نے'' کہ اسلام آباد کو ۶۰ء کی دہائی میں دارالخلافہ بنانے کے فیصلے میں ''ریحانہ'' کا اس مقام کو قربت اور پڑوس حاصل ہونے کو خاص دخل ہے، ورنہ ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ کو دارالخلافہ بنانے کی تجاویز بھی تو آئی تھیں، جو اس لحاظ سے وزنی بھی تھیں کہ وہ جگہ چاروں صوبوں کے درمیان اور سنگم پر تھی، جبکہ اسلام آباد، کوئٹہ، کراچی سے اسی طرح فاصلے پر ہے، جس طرح کراچی ان شمالی اطراف سے فاصلے پر تھا جبکہ دارالحکومت تھا۔ واللہ اعلم۔

ہے نا عجیب بات!

اس معمے کو سمجھنے کے لیے آپ ذرا نقشے کی مدد لیں آپ کو دِکھے گا کہ ہری پور کے ضلع کو ضلع اٹک و ضلع راولپنڈی (ٹیکسلا اور حسن ابدال کی جانب سے بھی اور مری کی جانب سے بھی) اور ضلع اسلام آباد اس طرح دونوں جانب سے گھیرے ہوئے ہیں کہ انگریزی حرف ''V'' کی شکل بنتی ہے، اور ہری پور کا ضلع مثلث کی شکل میں ان تینوں اضلاع کے درمیان فیصل مسجد اور دامنِ کوہ کی پہاڑی چوٹیوں تک پھیلا ہوا ہے، ہم جب پشاور روڈ سے ہزارہ کی طرف سفر کرتے ہیں تو یہ ان تینوں اضلاع کی ''V'' کے اندرونی کنارے کے قریب سے ہم گذرتے ہیں، چنانچہ ہم لمبائی میں سفر کی بجائے چوڑائی میں V کے اندرونی مثلث میں داخل ہو جائیں جو کہ سارا مارگلہ پہاڑی ایریا ہے تو ہم چند کلومیٹر پر ہری پور کے پہاڑی سلسلے میں پہنچ جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ فیض آباد کے پل سے (جو راولپنڈی اسلام آباد کے درمیان حدِ فاصل ہے) ایک جانب کو اگر مری، ۵۰ کلومیٹر کی مسافت پر ہے، تو دوسری جانب کو فیض آباد سے لگ بھگ سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ایبٹ جائیں، وہاں سے بھی نتھیا گلی کے راستے مری کی مسافت لگ بھگ اتنی ہی بنتی ہے، ویسے دنیا گول ہے، ناک کی سیدھ پر کسی جگہ سے چلنا شروع کر دیں، تو واپس اسی زیرو پوائنٹ پر پہنچیں گے، جہاں سے چلنا شروع کیا تھا، اور زمین گول ہونے کے ساتھ ساتھ گول چکر میں مسلسل گھوم بھی رہی ہے، چوبیس گھنٹے میں اپنے محور پر اس کا ایک چکر پورا ہو جاتا ہے، زمین کی اسی محوری گردش سے رات دن اور صبح شام کو وجود ملتا ہے، زمین کی دوسری گردش اپنے بیضوی مدار میں گھومنے اور چکر لگانے کی ہے، جو ایک سال میں ایک چکر پورا ہوتا ہے کہ یہ تین سو پینسٹھ دن اور چند گھنٹے کے بعد سابقہ جگہ پہنچ جاتی ہے۔

تو کیا ہم سب کولہو کے بیل ہیں کوئی؟ بچپن سے بڑھاپے تک اور مرنے تک زمین کے گھن چکر میں گھومتے اور جھک مارتے رہتے ہیں، آخر کار کسی تنگ و تاریک قبر میں گور نشین ہو جاتے ہیں۔ ؎

اے غمِ زندگی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

خانپور ڈیم کی طرف روانگی

یہ جمعرات کا دن تھا، ۱۵ ستمبر ۱۱ء (۱۶ شوال ۳۲ھ) کی تاریخ تھی، گرمی کا زور اُن دنوں ٹوٹ چکا تھا، دن بارہ بجے یومیہ خدمات سے فارغ ہو کر اور معمولات سمیٹ کر ادارہ سے مدیر صاحب کی معیت میں چند

احباب کی خانپور ڈیم (نزد ٹیکسلا) جانے کے لیے روانگی ہوئی، راول روڈ سے مری روڈ پر چڑھے، چاندنی چوک میں فلائی اوور کی تعمیر کا آغاز ہونے والا تھا، ابھی تمہید باندھی جا رہی تھی، مری روڈ سے نواز شریف پارک کے عقب میں ڈبل روڈ پہ مڑے، آگے جا کر پیرودہائی روڈ پہ چڑھے، پیرودہائی روڈ پر سبزی منڈی موڑ جا کر رُکے، وہاں سے کچھ پھل وغیرہ لیا۔

یہ سبزی منڈی موڑ شہر کی انتہائی ہجوم والی جگہوں میں سے ایک ہے، کیونکہ ایک تو یہ پیرودہائی بڑے اڈے کی دہلیز ہے، دوم: یہ جگہ خود بھی گزشتہ دس بارہ سال کے دوران تقریباً میل بھر تک روڈ کے آر پار دونوں جانب اڈوں سے اَٹ پَٹ گئی ہے، ملک کے طول وعرض اور اطراف و جوانب کے لیے بسوں، ویگنوں ہائی ایس اور کوچز کے یہاں اڈے ہیں، سوزوکیوں، ٹیکسیوں کے بھی سٹینڈ ہیں، سوم: روڈ کے بغل میں سبزی وفروٹ منڈی ہے، چہارم: راولپنڈی اسلام آباد کا سنگم اور مقام اتصال ہے، یعنی دو گنجان آباد شہروں کا مقام ملاپ و وصال اور مقامِ ہجر وفراق بھی ہے، یہ پیرودہائی روڈ راولپنڈی اسلام آباد کے درمیان بونڈری لائن تو نہیں البتہ حدِ فاصل ضرور ہے، پنجم: بھاری ٹریفک جو راولپنڈی کو عبور کر کے لاہور کی طرف یا لاہور سے پشاور، ہزارہ، سوات کی طرف آتی جاتی ہے یہاں سے گذرتی ہے، اس لیے یہاں کھوے سے کھوا چھلتا ہے، گاڑی پہ گاڑی چڑھتی ہے، اور راہگیروں پہ پشاور، مردان اور سوات کی بسوں کے کنڈیکٹر جھپٹتے ہیں۔

شاید یہ انداز انہوں نے اقبال کے شاہیں سے سیکھے ہیں۔ ؎

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا   خون گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

خون تو ان سرحدی پٹھانوں کا ویسے بھی گرم ہی رہتا ہے، ہائی بلڈ پریشر کی سطح ان کے ہاں فشارِ خون کی نارمل سطح ہوتی ہے اس لیے قیاس یہ ہے کہ کوہساروں کی بجائے پیرودہائی موڑ اور پورے پشاور روڈ پہ جھپٹنے پلٹنے کی یہ پختون ریت وروایت خون کے ساتھ جیب گرم رکھنے کا بھی ''اک بہانہ'' ہے۔

اس کے کرشمے پشاور کی بسوں کی سیٹوں کے نیچے، چھت کے اوپر ''ٹاپے'' کے اندر اور سب کھلے چھپے سوراخوں اور ظاہر ونہاں، خانوں میں ''باڑے'' کا کپڑا ٹھونس ٹھانس کر پنجاب سپلائی کرنے کی صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، اگر چہ سپلائی تو کپڑے کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے، لیکن ساری چیزیں بتانے کی تو نہیں ہوتیں، کچھ ''ان کہنیاں'' یا ''ان کہی داستانیں'' بھی ہوتی ہیں ع

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں

ویسے جب ''مُک مُکا'' کسی وجہ سے نہ ہو پائے یا تکمیل تک نہ پہنچ پائے اور اچانک ....ہاں بالکل ''اچانک'' چھاپہ پڑ کر سمگلنگ کے رنگ میں بھنگ پڑ جائے تو وقتی طور پر یار لوگوں کی حالت حافظؔ کی غزل کے اس مصرعہ کے مصداق ہوتی ہے۔ ع

عشق آساں نمود اول   ولے افتاد مشکلہا

''وقتی طور'' پر اس لیے کہا کہ ''مُک مُکا'' کی صورت میں توبہ کے دروازے بعد میں بھی کھلے رکھے جاتے ہیں، کونسا ابھی سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے، آخر توبہ واستغفار مع کفارے اور فدیے کے، گناہ کے بعد ہی تو ہوتا ہے۔

پشاور سے راولپنڈی کے سفر میں ان بسوں کی یہ ''معجز نمائیاں'' ہماری دیکھی بھالی ہیں، اور یہ کہنے سننے سے نہیں بلکہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ع دیدہ کے باشد مانند شنیدہ

''آنکھیں میری باقی ان کا'' کا منظر ہوتا ہے۔

خیر سبزی منڈی موڑ کے ''محشرستان'' سے صحیح سالم نکل کر ہم پیرودہائی روڈ پر ٹریفک کے طوفان بے تمیزی میں چلتے رکتے، رینگتے، بہتے اور تیرتے بمع اونگھتے یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے محوِ سفر رہے۔ ۱

---

۱ مسافر جب شرعی مسافت قصر (سوا ستتر کلومیٹر) کے ارادے سے سفر شروع کرتا ہے تو اپنے شہر (گاؤں یا قصبے) کی آبادی کی حدود سے نکل کر اس پر سفر کے احکام جاری ہوتے ہیں، یعنی نماز (چار رکعت والی) میں قصر کرنا، موزوں پر مسح کی مدت تین دن تین رات ہونا، نماز جمعہ وعیدین کا واجب نہ ہونا وغیرہ، اسی طرح جب سفر سے واپس آتا ہے تو اپنے شہر، بستی کی آبادی کی حدود میں داخل ہونے پر سفر کے احکام ختم ہوتے ہیں، اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ دوران سفر اپنے شہر (وطن اصلی یا وطن اقامت) میں سے گذرے تو اس کے پچھلے سفر اور آگے کے سفر کا الگ الگ حساب ہوتا ہے اور دونوں مسافتیں علیحدہ علیحدہ دیکھی جاتی ہیں، پھر مسافت سفر پوری ہونے یا نہ ہونے اور احکام سفر جاری ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے، راولپنڈی اسلام آباد کی حدود کو جاننا اور ملحوظ رکھنا اور ان حدود میں سے دوران سفر گزرنے کے دوران بندہ کے خیال میں یہ تینوں مسئلے سمجھنا اور ان کی رعایت رکھنا بھی کسی ٹیڑھی کھیر سے کم نہیں، وجہ یہ ہے کہ دونوں ضلعوں کی حد بندی کے مقامات پر حسی مشاہدے وعرفی شہرت کے اور انتظامی وقانونی حدود اربعہ کے درمیان ٹکراؤ ہوتا ہے، اسی لئے یہ مذکورہ سفری مسائل سائلین کے لیے سلجھانا کئی دفعہ مفتی حضرات کے لیے بھی سر دردی کا باعث بنے رہتے ہیں، مثلاً اسلام آباد ائرپورٹ حسی وواقعاتی طور پر راولپنڈی میں ہے، اطراف وجوانب سے راولپنڈی کی آبادی نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے، اور حصار باندھا ہوا ہے، لیکن قانونی وسرکاری طور پر یہ ضلع اسلام آباد کا حصہ ہے، اور نام بھی اس کا ''اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ'' ہے یا تھا۔

اسی طرح ''ریلوے کیرج فیکٹری'' کا مین گیٹ پیرودہائی روڈ کے دائیں طرف بالکل لب سڑک ہے، یعنی ضلع اسلام آباد کی حدود میں ہے، لیکن گیٹ کے سامنے روڈ کے بائیں طرف ریلوے کالونی، ڈھوک حسو، ویسٹرج کی گنجان آبادی جو روڈ تک پھیلی ہوئی ہے راولپنڈی میں ہے، یہاں کسی عام شخص کو بتائیں کہ یہ تمہارے سامنے بالکل تمہاری ناک کے نیچے جو کیرج فیکٹری نظر آ رہی ہے، یہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

پیرودھائی موڑ پر

پیرودہائی موڑ جہاں یہ پیرودہائی روڈ پشاور روڈ یعنی مین جی ٹی روڈ سے ملتی ہے، یہاں بھی اڈوں کی بہتات ہے، بڑی کوچوں کے اڈے (جیسے کوہستان، ڈائیوو، فیصل موورز) ہائی ایس کے بہت سے اڈوں کا جمگھٹا ومجموعہ ''غوثیہ ٹریولز'' اور اسی طرح دیگر مختلف اڈے، کوسٹروں، ویگنوں وغیرہ کے یہاں ہیں، زیادہ تر اڈے بالکل موڑ پر پیرودہائی روڈ اور پشاور روڈ کے دہانے کے ساتھ ساتھ ہیں، لیکن پشاور روڈ کے بائیں جانب بھی اڈے ہیں، جیسے ڈائیوو کا اڈہ، اسی طرح پیرودہائی روڈ کی بائیں جانب (راولپنڈی والی طرف) کوہستان ٹرانسپورٹ سروس والوں کا بڑا اڈہ ہے، اور پھر اڈوں کی وجہ سے لوکل پسنجر ٹرانسپورٹ، ٹیکسی، ہائی ایس، سوزوکی وغیرہ کے یہاں ریلے بہتے ہیں۔

وقت وقت کی بات ہوتی ہے کبھی اس طرح کے ہمارے دریاؤں میں پانی کے ریلے بہتے ہوتے تھے۔

سبزی منڈی موڑ کی طرح یہاں بھی اڈوں پر اور سٹاپوں پر پسنجر گاڑیوں کے کنڈیکٹروں کی بھانت بھانت کی بولیاں سننے کو ملتی ہیں، جو اپنی نستعلیق زبان میں سوز وساز سے بھرپور لَے کے ساتھ پرترنم لہجے میں راہگذاروں کو دعوت ہمرکابی دے رہے ہوتے ہیں، بلکہ اپنی چرنوں میں شرف باریابی عطا کرنے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ راہگیر ان کے سوز وساز پہ پیچ وتاب ہی کھاتے رہ جاتے ہیں۔ ؏

کبھی سوز وساز رومی کبھی پیچ وتاب رازی

کبھی یہ کنڈیکٹر پاس سے گزرنے والوں کی دست بوسی کی خاطر آگے بڑھتے ہیں تو دست بوسی سے گزر کر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اسلام آباد میں ہے، اور تمہارے پیر راولپنڈی کی دھرتی میں دھرے ہوئے ہیں، تو اسے عجیب لگے گا، یہی حال پیرودہائی موڑ پر، پیرودہائی روڈ سے پشاور روڈ پر چڑھ کر آگے پشاور روڈ پر نظر آتی ہے کہ پیرودہائی موڑ سے آگے راولپنڈی کی گنجان آبادی متصل چلی گئی ہے، روڈ کے آرپار آبادی کی ایک ہی لڑی مسلسل جاری ہے، لیکن آبادی کے پہلو بہ پہلو سی ڈی اے (اسلام آباد) کے بڑے بڑے ماسٹر پلان سامنے آرہے ہیں، خیر ہمیں اس سے کیا بحث کہ ؏

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

لیکن عرض کر رہا تھا کہ سفر کے شرعی احکام کے حوالے سے ان مذکورہ پہلوؤں سے یہاں بڑی الجھنیں پیش آتی ہیں، ویسے الجھنیں تو ہم نے اس اعتبار سے بھی دیکھی ہیں کہ جہاں دو ضلعوں کی حدود ملتی ہیں تو قریب قریب کی دونوں طرف کی معمولی آبادی یا اکا دکا مکانات والوں کے لیے دفتری وانتظامی امور کے سلسلے میں بھی کئی دفعہ مشکلات پیش آتی ہیں کہ اکثر ان پر واضح نہیں ہوتا کہ کاغذی حیثیت سے ہم آرپار کے کون سے ضلع یا ضلع کے کون سے تھانے، کون سی یونین کونسل میں ہیں؟ اور یہ کہ جس ضلع میں تھے اب بھی اسی میں ہیں، کسی اور ضلع یا تحصیل یا تھانہ کی کاغذی حدود میں ہمیں منتقل کر دیا گیا ہے۔

کئی دفعہ بات دست درازی تک پہنچ جاتی ہے، اوراس موقع پر پھر باہم دیگران کا جو کوثر وتسنیم میں دُھلی ہوئی اور پرانے دور کی لکھنو کی ''بٹھیارنیوں'' کے محاورے میں ڈھلی ہوئی زبان میں تبادلہ افکار یا تبادلہ گفتار ہوتا ہے، وہ لغت کے ذخیروں میں نہیں ملتا، زبان کی یہ چاشنی،سرِ بازار انہی مواقع پر کانوں میں رس گھولتی ہوئی سننے کوملتی ہے۔ ؎

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی چلو چلو راجہ بازار چلو

یہ رستا خیز منظر بھی ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا ہے کہ کبھی کوئی قسمت کا مارا، غریب بے چارہ دو متحارب کنڈیکٹروں کے ہتھے چڑھ گیا جن میں سے ہر ایک اس پر مرمٹنا چاہتا ہے، اپنی گاڑی میں بٹھا کر اس کے قدوم ''میمنت لزوم'' اور ''اکسیر پرتاثیر'' صحبت ومصاحبت سے فیض یاب ہوکر اپنی دنیا وآخرت اچھی کرنا چاہتا ہے،تو دو دو کنڈیکٹروں کے درمیان اکیلے غریب الدیار مسافر یا بھٹکے ہوئے راہگیر کا حال یہ ہوتا ہے۔ ع

دست بدست دیگرے پا بدست دیگرے (جاری ہے)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط۲)

حضرت والا نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کا زندگی کے آخری سالوں میں قیام کراچی کے ساتھ اسلام آباد میں بھی ہوگیا تھا، جس کی ترتیب یہ تھی کہ حسبِ موسم سال کے کچھ ماہ قیام کراچی میں ہوتا، اور کچھ ماہ سلام آباد میں۔

اور اسلام آباد میں یہ قیام آپ نے حضرت مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ کی مشاورت بلکہ آپ کے ایماء پر کیا تھا، اسلام آباد اور اس کے گرد ونواح کا پرفضا ماحول اور آب وہوا آپ کی صحت کو خوب موافق تھی، البتہ جب اسلام آباد میں سردی بڑھنے لگتی، تو ان دنوں آپ کراچی تشریف لے جاتے، اور چند ماہ وہاں قیام فرماتے تھے، پھر جن دنوں کراچی میں گرمی کی شدت ہوتی، آپ اسلام آباد قیام فرماتے، اسلام آباد میں قیام کے دوران بعض مناسب موسموں میں آپ چند دن کے لئے مری میں بھی قیام فرما ہوتے تھے، جس کو حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ نے بشاشت وفرحت کے لئے مفید قرار دیا تھا۔

اسلام آباد میں آپ کا قیام ایف سکس تھری کے علاقہ میں تھا، جہاں آپ کا ذاتی مکان تھا اور آپ کے مکان کے ساتھ ہی بالکل متصل آپ کی دختر صاحبہ وداماد صاحب جناب ڈاکٹر ارشد صاحب کا مکان تھا، یہ جگہ مارگلہ پہاڑی سلسلہ کے بالکل قریب ہے (ایف سکس تھری سیکٹر مارگلہ روڈ کے ساتھ واقع ہے) یہ جگہ بہت پرفضا اور صحت افزاء ہے۔

آپ کی قیام گاہ کے زیادہ قریب مسجد کوہسار واقع تھی، آپ زیادہ تر نمازوں کی ادائیگی کے لیے اسی مسجد میں تشریف لاتے تھے، جس کی وجہ سے آپ سے ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کرنے والے اکثر حضرات بھی نمازوں کے اوقات میں مسجد کوہسار ہی میں حاضر ہوکر آپ سے ملاقات وزیارت کیا کرتے تھے۔

حضرت والا مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری ماہ وسال جاری تھے، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کا آپ کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ بہت باقاعدگی اور تسلسل واہتمام کے ساتھ جاری تھا، اس زمانے میں حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ ضعف کی حالت میں تھے، اور اوپر سے ڈاک کی کثرت تھی، اس لئے ان دنوں میں صرف مخصوص خطوط کے جوابات ہی اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا کرتے

تھے، باقی خطوط میں ایک مخصوص تحریر ارسال کر دی جایا کرتی تھی، جس میں اجمالی طور پر ضعف کی اطلاع ہدایات ودعائیں وغیرہ جامع مضمون کی شکل میں تحریر تھیں۔

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ نے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کو خلافت واجازت بھی ان ہی دنوں میں مرحمت فرمائی، جبکہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ سے آپ کو اجازتِ بیعت بہت پہلے حاصل ہو چکی تھی اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کا انتقال بھی ہو چکا تھا۔

جب بندہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی خدمت سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کے ہاں اسلام آباد میں وعظ وارشاد اور تربیت ونصیحت کی اصلاحی مجلس قائم ہوتی ہے، یہ جان کر مسرت ہوئی اور اطمینان ہوا کہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ سے جدائی اور حضرت کی مجلسوں سے محرومی کی اب کچھ تلافی ہو سکے گی، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کا تقاضا پیدا ہوا۔

کوہسار مسجد اسلام آباد میں جا کر حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے انتہائی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا، اور بندہ کے والد صاحب اور خاص کر دادا صاحب (منشی سلیمان صاحب) رحمہ اللہ کا تذکرہ فرما کر پرانی یادیں دہرائیں۔

ان دنوں میں حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی اصلاحی مجلس آپ کے دولت کدہ کے تہہ خانہ (بیس منٹ) میں منعقد ہوتی تھی، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کا طریقہ اور آپ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات سناتے تھے اور موقعہ بموقعہ تشریح وتوضیح فرماتے تھے۔

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے کیونکہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی زیارت اور صحبت بھی حاصل کی تھی اس لیے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ آپ کے ملفوظات سنانے کے انداز میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مقصود کا اپنے لب ولہجہ سے خوب خوب اظہار فرماتے تھے۔

اور کیونکہ آپ کو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات کا گہرا اور وسیع مطالعہ تھا، اس دشت کی سیاحی بلکہ اس باغ کی خوشہ چینی میں آپ کی عمر گزر گئی تھی، اس لیے آپ جا بجا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے دیگر ملفوظات ومواعظ میں مذکورہ ہدایات پیش فرما کر بہت اچھی تشریح وتوضیح فرمایا کرتے تھے۔

جب تک حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ حیات رہے اس وقت تک تو بندہ کو کسی اور سے باقاعدہ اصلاح وبیعت کا تعلق قائم کرنے کا تقاضا نہ ہوا، لیکن حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت نواب صاحب سے تعلق کا تقاضا ہوا، اور حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے وصال وانتقال پر ملال کی اطلاع بھی

اس وقت ملی جب بروز جمعہ بوقتِ صبح حضرت نواب صاحب کی اصلاحی مجلس جاری تھی، جس میں بندہ بھی شریک تھا، آپ کو گھر والوں کی طرف سے اس اثناء میں اطلاع دی گئی کہ انڈیا سے فون ہے، آپ مجلس کے دوران ہی فون سننے کے لیے تشریف لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد پُرنم آنکھوں کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے وصال کی اطلاع دی، جس پر سب حاضرین کو غم ہوا۔

تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کرنے کے بعد حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے حالات وواقعات سنانے کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر مجلس برخواست ہوگئی۔

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے وصال کا بندہ کو بہت شدید صدمہ ہوا، اور محسوس ہوا کہ ایک بڑا گھنا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے، اسی اثناء میں ایک مرتبہ ملاقات کے دوران میں نے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے بیعت واصلاح کا تعلق قائم کرنے کا اظہار کیا، جس پر حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ تو ایک حیثیت سے میرے پیر بھائی ہیں، جس کی وجہ سے مجھے آپ سے حجاب محسوس ہوتا ہے، تاہم پھر بھی بندہ حتی المقدور خدمت کی کوشش کرے گا، اور کوشش کیا کرے گا بندہ مشورہ دے دیا کرے گا۔

اس کے بعد بندہ نے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے اصلاح کا تعلق قائم کرلیا، وقتاً فوقتاً زبانی، اور خط وکتابت کے ذریعے سے رابطہ قائم رہتا، مشاورت جاری رہتی، جب دل کچھ پریشان ہوتا، حضرت والا سے ٹیلی فون پر بات چیت کر کے بوجھ ہلکا ہوجاتا تھا۔

ان دنوں بندہ کی علمی مصروفیات جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی سے وابستہ تھیں، جس کے مہتمم جناب مولانا قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ تھے۔

حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ بہت خوش مزاج، ذی استعداد اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے سلسلہ سے محبت وانسیت رکھنے والے بزرگ تھے، اور خود بھی اسی سلسلہ میں بیعت تھے، آپ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے مجازین میں سے تھے، وہ خود بھی حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے غیر معمولی عقیدت ومحبت رکھتے تھے، اور اسی وجہ سے کبھی کبھار حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی زیارت وملاقات کے لئے بھی حاضری دیا کرتے تھے۔

بندہ جلال آباد وتھانہ بھون کے جس ماحول سے مانوس تھا، اس کا فقدان محسوس ہونے کی وجہ سے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے وقتاً فوقتاً مذاکرہ اور مشاورت رہتی تھی، حضرت والا تسلی اور دعاؤں سے ہمت

بلند فرماتے رہتے تھے، لیکن حضرت والا کی خواہش تھی کہ کوئی دینی مدرسہ علیٰحدہ سے قائم کیا جائے، مگر اس کا سلسلہ زیادہ وسیع اور عام نہ ہو، البتہ کام کو تام اور مضبوط رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

اس سلسلہ میں بندہ نے مدرسہ کی جگہ حاصل کرنے کے لئے مختلف جگہوں کے دورے کئے، اور دو تین جگہوں پر حضرت والا خود بھی معائنہ کے لئے تشریف لے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ ان جگہوں میں سے کسی جگہ کا انتخاب نہ ہوسکا، پھر بالآخر ادارہ غفران کے قیام والی موجودہ جگہ خریدی گئی۔

حضرت نواب صاحب نے ادارہ غفران کی ابتداء سے لے کر تادمِ حیات اپنی دعاؤں، مشوروں اور توجہات سے غیر معمولی اور غیر رسمی سرپرستی فرمائی ہے، فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت نواب صاحب کی دعاؤں کی قبولیت کا بار بار مشاہدہ ہوتا رہا، اور اس کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ آپ ایمان ویقین اور مانگنے کے ڈھنگ وسلیقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے، آپ کے دعا کرنے کے انداز اور طریقہ کو جس نے دیکھا ہے، وہ اس بات کو سمجھتا ہے کہ آپ جس انداز اور جس ڈھنگ سے دعا کیا کرتے تھے، اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ آپ دعا کو سب سے عظیم تدبیر سمجھ کر اختیار فرماتے ہیں، اور آپ اس سے کسی لحہ غفلت اختیار نہیں فرماتے، دعا کے وقت آپ کو دیکھ کر لگتا تھا کہ آپ کی زبان، دل دماغ، ہاتھ، آنکھیں غرضیکہ آپ کا ہر عضو بلکہ رواں رواں اللہ تعالیٰ سے دعا اور سوال والتجا کرنے میں مشغول ہے۔

اور اسی وجہ سے آپ سے دعاؤں کی درخواست کرنے اور آپ کی دعاؤں کو حاصل کرنے کے لیے بہت سے لوگ متمنی رہتے تھے، اور خواہش رکھتے تھے کہ آپ کی دعاؤں میں شرکت کی جائے۔

آپ کے متوسلین ومتعلقین کو کوئی پریشانی لاحق ہوجاتی یا کسی آزمائش میں مبتلا ہوجاتے تو حضرت والا کی طرف رجوع کر کے دعاؤں کی درخواست کرتے تھے، دعاؤں کے ساتھ آپ مفید ہدایات پیش فرمانے سے بھی گریز نہیں فرماتے تھے، حضرت حکیم الامت کا یہ ملفوظ بار بار سنایا کرتے تھے ''کہ دعا بھی ہو اور دوا بھی، دعا تو مومن کی بڑی تدبیر ہے ہی، لیکن دوا بھی نہیں چھوڑنی چاہیے، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے''

حضرت والا کی زندگی کو کئی مرتبہ بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اور آپ کی جلوت کے علاوہ خلوت کے حالات کا بھی مشاہدہ کرنے کی توفیق بحمد اللہ تعالیٰ حاصل ہوئی، اور آپ کو جلوت وخلوت میں سنجیدہ اور خشوع وخضوع کا پتلا اور انکسار وتواضع کا پیکر پایا۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی منظوراحمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۴)

اسی حقیقت کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اکابر صحابہ کرام نے بھی تجارت کو پیشہ کے طور پر اپنایا ہے وہ تجارت کرتے اور اس سے اپنی اور اپنے اہل وعیال اور اہل حقوق کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔

حضرات صحابہ کرام کو خصوصیت کے ساتھ اس بات کی ہدایت کی گئی کہ وہ تجارت اور دنیاوی کاروبار میں اس طرح مگن نہ ہوں کہ دینی فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل ہو جائیں اور ان کی یہ تجارت دینی احکام سے دوری کا سبب بن جائے، جہاں ان کی طرف سے اس طرف کوئی میلان دیکھا گیا وہاں فوراً اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ فرمادی۔

چنانچہ جب عیدین کی طرح جمعہ کے دن بھی جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ ہوتا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص مسجد میں آیا اور کہنے لگا دحیہ کا مال تجارت آیا ہے، حضرت دحیہ تاجر تھے اور اسلام لانے سے پہلے جب وہ مال تجارت لے کر آتے تو لوگ ناچ گانے کے ذریعے اس کا استقبال کرتے تھے، لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم نے نماز تو پڑھ لی ہے اور خطبہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں، آپ کے خطبہ کے دوران تجارت کے قافلے کو دیکھنے چلے گئے اور صرف چند لوگ باقی رہ گئے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

(وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ) (سورة الجمعة : ٦٢، آية: ١١)

''اور جب کچھ لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل دیکھا تو اس کی طرف ٹوٹ پڑے، اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ کہہ دو کہ: ''جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ تجارت اور کھیل سے کہیں بہتر ہے، اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

اس کے بعد اللہ تعالی کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا شروع کر دیا (تفسیر الدر المنثور للسیوطی، ج۸ص۱٦٦)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حافظ ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ شروع میں آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب جمعہ کی نماز ختم ہو چکی تھی، اور آپ خطبہ دے رہے تھے تو ایک قافلہ کچھ سامان لے کر آیا، اور ڈھول بجا کر اس کا اعلان بھی کیا جا رہا تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں کھانے پینے کی چیزوں کی کمی تھی، اس لیے صحابہ کی ایک بڑی تعداد خطبہ چھوڑ کر اس قافلے کی طرف نکل گئی، اور تھوڑے سے افراد مسجد میں رہ گئے۔ اس آیت میں اس طرح جانے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ خطبہ چھوڑ کر جانا جائز نہیں تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف جمعہ کی نماز ہی فرض نہیں، بلکہ خطبہ سننا بھی واجب ہے (آسان ترجمہ قرآن: ج ۲ ص ۱۷۳۶)

صحابۂ کرام نے اس ہدایت پر اتنی مضبوطی سے عمل کر کے دکھایا کہ ان کی تجارت کی یہ ایک امتیازی خصوصیت بن گئی کہ وہ کاروبار اور تجارت بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کا کاروبار اور تجارت انہیں اپنی دینی ذمہ داریوں اور ذکر و عبادت سے غافل نہیں کرتی تھی، یہ خصوصیت ان تمام حضرات کی تجارت میں مشترک تھی اور اسے قرآن کریم نے بڑے واضح انداز میں ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

(فِی بُیُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ. رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ) (سورة النور: ۲۴، آیة: ۳۶، ۳۷)

”جن گھروں کے بارے میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے اور ان میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے، ان میں صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکاۃ دینے سے۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ کر رہ جائیں گی“

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

”(اس آیت میں) ان لوگوں کی خصوصیات بیان فرمائی جا رہی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے نور ہدایت تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگ مسجدوں اور عبادت گاہوں میں اللہ تعالی کی تسبیح کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں اور عبادت گاہیں ایسے گھر ہیں جن کے بارے

Idara Ghufran

میں اللہ تعالی کا حکم یہ ہے کہ ان کو بلند مرتبہ دے کر ان کی تعظیم کی جائے۔ پھر یہ فرمایا گیا ہے کہ ان عبادت گاہوں میں عبادت کرنے والے دنیا کو بالکل چھوڑ کر نہیں بیٹھتے، بلکہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق معاشی کاروبار میں حصہ لے کر تجارت اور خرید وفروخت بھی کرتے ہیں، لیکن یہ تجارتی سرگرمیاں ان کو اللہ تعالی کی یاد اور اس کے احکام کی اطاعت سے غافل نہیں کرتیں۔ چنانچہ وہ اپنے وقت پر نماز بھی قائم کرتے ہیں، زکاۃ بھی دیتے ہیں، اور کسی وقت اس حقیقت سے بے پرواہ نہیں ہوتے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں سارے اعمال کا حساب دینا ہوگا، اور وہ دن اتنا ہولناک ہوگا کہ اس میں لوگوں اور خاص طور پر نافرمانوں کے دل الٹ جائیں گے، اور آنکھیں پلٹ کر رہ جائیں گی'' (آسان ترجمہ قرآن ج۲ص ۱۰۷۸)

جو خصوصیت اوپر بیان کی گئی ہے وہ سب سے زیادہ صحابہ کرام میں پائی جاتی تھی کہ وہ تجارت اور کاروبار بھی کرتے تھے لیکن اس تجارت اور کاروبار کی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی یاد اور اس کی اطاعت اور عبادت سے اور آخرت سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے بعض مفسرین نے اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے اس سے مراد صحابہ کرام لیے ہیں (تفسیر روح المعانی للآلوسی، ج۹ص ۳۷۰)

جیسے یہ خصوصیت حضرات صحابہ کرام کی تجارت میں پائی جاتی تھی اسی طرح حضرات تابعین کی تجارت کے اندر بھی پائی جاتی تھی کیونکہ انہوں نے خود صحابہ کرام کی تجارت کا مشاہدہ کیا تھا، چنانچہ معروف تابعی حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک بازار سے گذرے جنہوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے اپنی دوکانیں بند کی ہوئی تھیں تو انہوں نے فرمایا انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ''وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی''

حضرت سیار نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اذان ہوئی تو وہ بازار میں اپنی دوکانوں کو بند کر کے نماز کے لیے چلے گئے تو آپ نے فرمایا کہ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے ''وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے نہیں روکتی'' (جامع البیان للطبری، ج۹ص ۳۲۹)

(جاری ہے......)

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ صفر ۴۵۱ھ: میں حضرت ابومحمد قاسم بن فتح بن محمد بن یوسف اندلسی فرجی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۱٦)

□...... ماہِ صفر ۴۵۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالجبار بن علی بن محمد بن حسکان اسفرایینی اصم متکلم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۱۷)

□...... ماہِ صفر ۴۵۲ھ: میں خراسان کے امیر سلطان داؤد بن امیر میکائیل بن سلجوق بن دقاق ترکمانی سلجوقی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۰٦)

□...... ماہِ صفر ۴۵۳ھ: میں حضرت ابواحمد عبدالواحد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن یحییٰ بن مندہ عبدی اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۹٦)

□...... ماہِ صفر ۴۵۳ھ: میں حضرت ابوسعد محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن محمد بن جعفر نیشاپوری کنجروذی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۰۲)

□...... ماہِ صفر ۴۵۴ھ: میں اندلس کے محدث حضرت ابوحفص عمر بن عبیداللہ بن یوسف بن حامد ذہلی قرطبی زہراوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۲۰)

□...... ماہِ صفر ۴۵٦ھ: میں حضرت ابوالحسین محمد بن شیخ ابونصر احمد بن محمد بن احمد بن حسون بن نرسی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۸۴)

□...... ماہِ صفر ۴۵۸ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن موسیٰ سروی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۴۷)

□...... ماہِ صفر ۴٦۰ھ: میں شیخ القراء حضرت ابوبکر احمد بن فضل بن محمد بن احمد بن محمد بن جعفر اصبہانی باطرقانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۸۳)

□...... ماہِ صفر ۴٦۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسین بن علی بن محمد بن عبداللہ بغدادی حاسب رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۲۵۷)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۲ھ: میں قرطبہ کے مفتی حضرت ابوعبداللہ اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۳۰)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۳ھ: میں اصبہان کے محدث حضرت ابوسعد احمد بن محمد بن احمد بن حسن بن علی بن احمد بن سلیمان بغدادی اصبہانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۱۹)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۴ھ: میں حضرت ابومنصور بکر بن محمد بن علی بن محمد بن حید نیشاپوری تاجر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۵۲)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۶ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی اصبہانی عطار مستملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۳۹، طبقات الحفاظ ص۴۳۷)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۸ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابی محمد بن عبدالہ بن علی بن حسن بن زکریا جرجانی زبحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۶۵)

☐...... ماہِ صفر ۴۶۸ھ: میں اصبہان کے شیخ حضرت ابوعبداللہ حسن بن عباس بن علی بن حسن بن علی بن حسن بن محمد بن حسن بن علی بن رستم رستمی اصبہانی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۳۳)

☐...... ماہِ صفر ۴۷۰ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبداللہ بن حافظ ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بغدادی خلال رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۶۹)

☐...... ماہِ صفر ۴۷۰ھ: میں دمشق کے خطیب حضرت ابونصر حسین بن محمد بن احمد بن حسین بن احمد بن طلاب قرشی دمشقی تیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۷۶)

☐...... ماہِ صفر ۴۷۰ھ: میں حنابلہ کے شیخ حضرت ابوجعفر عبدالخالق بن ابوموسیٰ عیسیٰ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی عباسی حنبلی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۴۸)

☐...... ماہِ صفر ۴۸۱ھ: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن محمد بن عبیداللہ محمی نیشاپوری مزکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۸۰)

☐...... ماہِ صفر ۴۸۳ھ: میں حضرت ابونصر محمد بن سہل بن محمد بن احمد شاذیاخی سراج رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۲۹)

Idara Ghufran

□...... ماہِ صفر ۴۸۷ھ: میں موصل کے خطیب حضرت ابوالفضل عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقاہر بن ہشام طوسی بغدادی موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۸۷)

□...... ماہِ صفر ۴۹۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم احمد بن محمد بن محمد خلیلی بلخی دہقان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۷۴)

□...... ماہِ صفر ۴۹۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن طلحہ نعالی بغدادی حمامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۰۳)

□...... ماہِ صفر ۴۹۴ھ: میں حضرت ابوالفتح عبدالواحد بن علوان بن عقیل بن قیس شیبانی بغدادی سقلاطونی نصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۲۹)

□...... ماہِ صفر ۴۹۵ھ: میں مصر کے امیر ابوالقاسم احمد بن مستنصر معد بن ظاہر علی بن حاکم منصور بن عزیز بن معز عبیدی مہدوی مصری کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۱۹۷)

□...... ماہِ صفر ۴۹۶ھ: میں حضرت ابوالفضل جعفر بن یحییٰ بن ابراہیم تمیمی مکی حکاک رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۳۲، تذکرۃ الحفاظ ج۴ ص ۱۱، طبقات الحفاظ ص ۴۴۵)

□...... ماہِ صفر ۴۹۶ھ: میں ہرات کے محدث حضرت ابوعبداللہ حسین بن محمد کتبی ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۵۲)

□...... ماہِ صفر ۴۹۶ھ: میں حضرت ابوالفتح احمد بن عبداللہ بن احمد سوذرجانی اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۹۳)

□...... ماہِ صفر ۴۹۸ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن مسعود دمشقی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۷۷)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۱)

حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: نَعَمْ اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۱۴۲، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۵۹)

ترجمہ: ہم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ قبیلہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین کی وفات کے بعد (بھی) کوئی ایسی چیز باقی ہے جس کے ذریعہ سے میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک (وصلہ رحمی) کرسکوں؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! (یہ چیزیں باقی ہیں) اُن کے لئے (اللہ کی طرف سے) رحم کی دعاء کرنا، اور اُن کے لئے استغفار (یعنی اُن کی مغفرت کے لئے دعاء) کرنا، اور اُن کے بعد اس عہد (وصیت ونیک چاہت) کو پورا کرنا جس کو وہ انجام دینا چاہتے تھے، اور وہ صلہ رحمی کرنا جو صرف ماں باپ کے تعلق (ورشتہ داری کی وجہ) سے ہو، اور اُن کے سچّے دوستوں کا اکرام کرنا (ابوداؤد، مسند احمد)

اس حدیث کو بعض نے صحیح اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۱]

والدین کے لئے رحم ومغفرت کی دعاء کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

---

[۱] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "وقال الذهبي: صحيح.
وفي حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لجهالة حال علي بن عبيد، فقد انفرد بالرواية عنه ابنه أُسيد بن علي، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، وقال الذهبي في "الميزان :"لا يعرف، وقال ابن حجر في "التقريب :" مقبول، وبقية رجاله ثقات .يونس بن محمد :هو ابن مسلم البغدادي المؤدب، وعبد الرحمن بن الغسيل : هو عبد الرحمن بن سليمان.

اوراس حدیث میں مذکور چیزوں کا بعض دوسری روایات میں ذکر ہے (ملاحظہ ہو: شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۷۵۸۵)
اور متفرق احادیث میں بھی ان چیزوں کا ذکر پایا جاتا ہے، اور وہ احادیث اس کی تائید کرتی ہیں، اس لئے یہ حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہے، اوراس کو ضعیف قرار دینا نامناسب بات ہے۔ [1]

والدین کے عہد کو پورا کرنے سے مراد اُن کی وصیت کو شرعی اُصولوں کے مطابق ادا کرنا اور اُن کے قرض کو ادا کرنا ہے، اور اُن کی طرف سے حج وصدقہ کرنا بھی اس میں داخل ہے، کیونکہ مؤمن بندہ حج وصدقہ کی بھی خواہش رکھتا ہے۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب البر والصلۃ، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب فضل بر أصدقاء الأب والأم)

اور بعض اوقات انسان مَرنے سے پہلے صدقہ کی تمنا کرتا ہے۔

(کذافی: ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۱۶، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۶۳۵، و رقم الحدیث ۱۲۶۳۶؛ مسند عبدبن حمید، رقم الحدیث ۶۹۵)

اس حدیث میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، آگے اُن کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

والدین کے لئے دعا واستغفار

والدین یا ان میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد ان کے لئے رحم ومغفرت کی دعا کرنا والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی ایک عظیم صورت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۶۱۰، واللفظ لہٗ؛ ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۶۶۰، باسناد قوی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ عزوجل نیک بندے کے جنت کے درجات کو بلند فرمادیتے ہیں، تو وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب یہ میرے لئے کہاں سے ہوگیا؟ تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ تیری اولاد کے تیرے لئے استغفار (ومغفرت حاصل ہونے کی دعا) کرنے کی برکت سے (مسند احمد، ابنِ ماجہ)

---

[1] قال ابن حجر: ھذا حدیث حسن (نتائج الافکار، ج۴، ص ۲۶۶)

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهٖ دَرَجَتُهٗ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَىُّ شَيْئٍ هٰذِهٖ فَيُقَالُ وَلَدُكَ اِسْتَغْفَرَ لَكَ (الادب المفرد، رقم الحديث ٣٧، باب بر الوالدين بعد موتهما)

ترجمہ: (مومن) میت کے درجات اس کے فوت ہونے کے بعد بلند کئے جاتے ہیں، تو وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب یہ میرے لئے کہاں سے ہوگیا؟ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیری اولاد نے تیرے لئے مغفرت کی دعا کی (الادب المفرد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتْبَعُ الرَّجُلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، فَيَقُوْلُ: أَنّٰى هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ١٨٩٤؛ الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ٩٧٩)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پیچھے نیکیاں پہاڑوں کی طرح (عظیم ثواب کی شکل میں) آئیں گی، پس بندہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں؟

تو اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ تمہاری اولاد کے تمہارے لئے استغفار (اور مغفرت کئے جانے کی دعا) کرنے کی وجہ سے (معجم اوسط)

اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهٖ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ١٢٢٠٨، باسناد صحيح)

ترجمہ: آدمی کے فوت ہونے کے بعد اُس کے درجات کو اُس کی اولاد کی اُس کے حق میں دعا کرنے کی وجہ سے بلند کیا جاتا ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت محمد بن سیرین کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ وَهُوَ عَاقٌّ لَهُمَا، فَيَدْعُوْ لَهُمَا مِنْ بَعْدِ مَمَاتِهِمَا فَيَكْتُبُهُ اللّٰهُ مِنَ الْبَارِّيْنَ (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٧٥٢٣)

ترجمہ: آدمی کے والدین اس حال میں وفات پا جاتے ہیں کہ وہ آدمی (ان کی زندگی میں)

Idara Ghufran

ان کا نافرمان تھا، پھروہ آدمی اپنے والدین کی موت کے بعداُن کے لئے دُعا کرتا رہتا ہے،تو اللہ تعالیٰ اُس کوفرمانبرداروں میں شامل کردیتے ہیں (شعبُ الایمان للبیہقی)

معلوم ہوا کہ والدین کی وفات کے بعداُن کے لئے رحمت ومغفرت کی دعااوراستغفار کرنے سے نہ صرف یہ کہ والدین کے گناہ معاف ہوتے ہیں، بلکہ اُن کوعظیم اجروثواب بھی حاصل ہوتا ہے،اوراُن کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

اوراسی کے ساتھ اس عمل کا اہتمام کرنے والی اولادکواپنے فوت شدہ والدین کے فرمانبردار ہونے کا شرف بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح،بَابُ اِلاستِغفَارِ وَالتَّوبَۃِ،اَلفَصلُ الثَّالِثُ،فیض القدیر، تحت حدیث نمبر ۱۹۹۲)

والدین کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کا قرآن مجید میں بھی کئی جگہ ذکرآیا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں والدین کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں دعا کی تعلیم دی ہے کہ:

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیۡ صَغِيۡرًا

ترجمہ:اے میرے رب میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر۲۴)

سورہ نوح میں اپنے والدین کی مغفرت کے لئے ان الفاظ میں دعا کی تعلیم ہے کہ:

رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَيۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ

ترجمہ:اے میرے رب مجھےاورمیرے والدین کواورجوبھی ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہیں ان کواورسارے ہی مومن مَردوں اورعورتوں کوبخش دیجئے (سورہ نوح آیت نمبر۲۸)

سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوراپنے والدین کے لئے اس طرح مغفرت کی دعا کی تعلیم دی ہے کہ:

رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

ترجمہ: اے ہمارے رب: میری اور میرے والدین کی اور سارے مؤمنوں کی مغفرت فرمادیجئے،جس دن کہ حساب قائم ہو(یعنی قیامت کے دن) (سورہ ابراہیم آیت نمبر۴۱)

قرآن مجید کی مذکورہ آیات میں والدین کی مغفرت کی دعا کے جوالفاظ ہیں، اُن الفاظ کے ساتھ بھی والدین کی مغفرت کی دعا کرکے والدین کے ساتھ صلہ رحمی کا تقاضا پورا کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے......)

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کا سفرنامہ (چھٹی وآخری قسط)

(رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

فلسطین میں آمد

جب میں شہر رملہ (فلسطین) پہنچا تو میرے پاس اس چالیس ہزار درہم میں سے محض دس دینار باقی رہ گئے تھے، میں نے کرایہ پر سواری لی اور مدینہ کے لیے سفر شروع کیا، ستائیسویں دن مدینۃ الرسول ﷺ (زادہا اللہ شرفاوکرامۃ) پہنچا، نماز عصر کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا، مسجد کے قریب سواری سے اترا، مسجد میں آیا، تاخیر سے عصر کی نماز پڑھی، میں نے دیکھا کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہوئی ہے، اس پر قیمتی قباطی (نفیس مصری کپڑے) کا تکیہ دھرا ہوا ہے، جس پر ریشم کا کام ہوا ہے، ریشم سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے، کرسی کے اردگرد کم وبیش چارسو قلم کاغذ (لکھنے کے آلات وسامان) رکھے ہوئے ہیں، میں ابھی یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ مسجد کے دروازے بابؔ النبیؔ سے امام مالکؔ داخل ہوتے دکھائی دیے، مسجد ان کے معطر وجود اور عطر بیز پوشاک کی خوشبو سے مہک اٹھی، امام کم وبیش چارسو افراد کے جلو میں آرہے تھے (یہ وہی طلاب حدیث تھے جن کی کاپیاں، نوٹس بک امام کی کرسی کے آس پاس رکھی ہوئی تھیں) چار افراد امام کے جبے کے دامن وگوشے تھامے چل رہے تھے، امام اپنی نشست گاہ پر پہنچے تو وہاں بیٹھے ہوئے افراد بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

امام کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور درس کا آغاز کرتے ہوئے خراج العمل کا مسئلہ پیش کیا (کہ طلبہ اس پر بحث اور غور کریں اور شرعی اصولوں سے اسے حل کریں) مجھ سے صبر نہ ہوا، میں حلقہ میں کھڑا ہوا، اور ایک بے باک (یا گنوار سا) لڑکا دیکھا اور اسے کہا کہ اس مسئلے کا حل اور جواب یہ ہے (غرضیکہ چپکے سے مسئلہ اس کو سمجھا دیا) ان صاحب نے میرا بتایا ہوا جواب جلدی سے بآواز بلند امام کے سامنے پیش کر دیا، مگر امام مالک نے اسے نظر انداز کیا اور باقی تلامذہ سے جوابات پوچھتے اور سنتے رہے، آخر میں فرمایا تم سب مسئلہ کے حل میں خطا پر ہو پہلے ہی آدمی کا جواب صحیح ہے، یہ سن کر وہ علم سے کورے صاحب خوشی سے پھولے نہ

Iqra Ghufran

سمائے ، امام نے دوسرا مسئلہ پیش کیا، وہ کم علم گنوار صاحب پھر میری طرف تکنے لگا، میں نے اس مسئلہ کا جواب بھی اسے تلقین کیا، اس دفعہ بھی باقی تلامذہ صحیح جواب نہ دے سکے، اور میرا ہی تلقین کردہ جواب اس صاحب کی زبان سے کہلوایا ہوا صحیح نکلا، تیسرے مسئلے میں بھی یہی ماجرا ہوا، اب امام مالک ان صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے اپنے پاس بلایا، فرمایا وہ جگہ تمہاری نہیں تم یہاں میرے پاس آؤ، آدمی امام کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا! تم نے موطا پڑھی ہے؟ کہا نہیں، پوچھا ابن جریج کا علم تمہارے ملاحظے اور مطالعے سے گذرا ہے؟ جواب نفی میں ملا، امام جعفر محمد بن صادق سے ملے ہو؟ جواب پھر نفی میں آیا، تب امام نے حیرت سے پوچھا پھر علم میں یہ رسوخ گہرائی، پختگی، اجتہادی شان کہاں سے تم میں پیدا ہوگئی؟ تو اب بھانڈا پھوٹ گیا اور اس صاحب نے حقیقت بتلائی کہ میرے برابر میں ایک جوان بیٹھا ہوا ہے وہی مجھے سکھا پڑھا رہا تھا، اور میں سنا رہا تھا۔

اب تو امام مالک نے گردن پھیری اور میرے متلاشی ہوئے، امام کے ساتھ سارے مجمع کی گردنیں بھی مجھے دیکھنے کے لیے پھرنے لگیں اور آنکھیں گھومنے لگیں، امام نے ان صاحب سے کہا اپنی جگہ جاؤ اور اس نوجوان کو ادھر بھیج دو، میں امام کے قریب پہنچ گیا اور اسی جگہ بیٹھ گیا جہاں امام نے ان صاحب کو پہلے بٹھایا اور پھر اٹھایا تھا۔

امام بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے، پھر فرمایا شافعی ہو؟ عرض کیا جی ہاں شافعی ہوں، امام نے مجھے کھینچا اور سینے سے چمٹالیا، اور کرسی سے اٹھ گئے اور فرمایا! علم کا جو باب آج کے درس میں زیر بحث ہے اس کی طلبہ کو تم ہی تکمیل کراؤ، میں نے حکم کی تعمیل کی، اس مسئلہ میں میں نے خراج العمل (یا جراح عمد) کے چار سو مسائل صحیح حل اور جواب کے لیے پیش کیے، طلباء از خود ان کے صحیح حل تک نہ پہنچ سکے (کیونکہ یہ استنباط و اجتہاد کا میدان تھا، اکثر تو ان میں سے اس شان کے حامل ہی نہ ہونگے، باقی جوز کی، ذہین اور ملکہ استنباط بھی رکھتے ہوں تو ضروری نہیں کہ ان کا استنباط امام شافعی کے استنباط کے مطابق ہو، تو اس طرح امام شافعی کے استنباط اور پیش کردہ حل کے تناظر میں ان کا استنباط اور پیش کردہ حل امام شافعی کے نزدیک خطا پر تھا) ع

و للناس فیما یعشقون مذاهب

امام مالک کا استغنا اور وسعت ظرفی

دوران مجلس ہی سورج ڈوب گیا، مغرب ہوگئی، ہم نے مغرب پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر امام نے میری کمر

پر تھپکی دی، مجھے اپنے گھر لے گئے، پرانے مکان کی جگہ اب نئی عمارت بن چکی تھی، بے اختیار میرا دل بھر آیا، امام نے فرمایا ابوعبداللہ کیوں رونے لگے ہو؟ شاید یہ گمان کرنے لگے ہو کہ میں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دیدی، میں نے فرمایا جی ہاں! اس قسم کا وسوسہ واندیشہ دماغ میں گھومنے لگا تھا، فرمانے لگے تمہارا دل مطمئن رہے، تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، خراسان، مصر اور دنیا کے اطراف واکناف سے آنے والے ہدایا ہیں، اللہ کے رسول ﷺ ہدایا قبول فرماتے تھے، صدقہ رد فرما دیتے تھے، میرے پاس اس وقت خراسان، مصر کے قیمتی کپڑوں کے تین سو خلعت فاخرہ وپوشاکیں ہیں، اور اتنے ہی غلام اور کنیزیں بھی ہیں جو نوخیز ونوجوان ہیں، یہ سب میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے، صندوقوں میں پانچ سو دینار بھی میرے پاس ہیں، جن کی سالانہ زکاۃ نکالتا ہوں، اس رقم میں سے بھی آدھی تمہارے لیے ہدیہ ہے۔

میں نے (خوش طبعی کرتے ہوئے) عرض کیا، دیکھئے! میرے بھی وارث موجود ہیں اور آپ کے بھی ورثاء ہیں، آپ نے جو کچھ دینے کا فرمایا ہے اس کی تحریر لکھ دیجئے، تاکہ میری ملکیت ثابت وپختہ ہو جائے اور میرے مرنے پر آپ کی بجائے میرے وارثوں کو ملے، اور خدانخواستہ اچانک آپ کی وفات ہو جائے تو آپ کے وارثوں کو ملنے کی بجائے مجھے ملے، یہ سن کر امام مسکرا دیے اور فرمایا! یہاں بھی علم کو ہی کام میں لائے؟ میں نے عرض کیا علم کے استعمال کا اس سے بہتر کیا موقع ہوگا؟ امام نے اسی رات مہر کے ساتھ تحریر لکھ کر یہ موجودہ سارا مال میرے متعلق کر دیا۔

امام مالک کی دینداری وپرہیزگاری

صبح مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ کر ہم اس حال میں گھر کی طرف آ رہے تھے کہ امام مالک کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اور میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا، گھر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ خراسانی گھوڑے کھڑے ہیں، گھوڑوں کی جلد ایسی عمدہ اور حسین وچمکدار تھی کہ لگتا تھا ذرا چراغ قریب کیا تو شعلہ ماریں گی، میں نے کہا اس سے حسین وعمدہ گھوڑوں کا ریوڑ میں نے نہیں دیکھا، امام نے سن کر فرمایا! یہ سب تمہارے لیے ھدیہ (گفٹ) ہیں، میں نے عرض کیا کم سے کم ایک آدھ تو اپنے لیے رہنے دیجیے! فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ اس پاک سرزمین کو میری سواری ٹاپوں سے روندھے جس کے نیچے اللہ کے رسول ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

اس سے کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ دولت کی ریل پیل اور مال واسبابِ دنیا کی بہتات وفراوانی کے باوجود امام کا تقویٰ اور دنیا سے زہدواستغنا کس درجے کا تھا؟

تین دن امام کے گھر میرا قیام رہا، پھر میں مکہ اپنے وطن کی جانب روانہ ہوا (سالہا سال بعد امام شافعی متاعِ علم و دین اور دولت دنیا سے لدے پھندے گھر واپس ہو رہے ہیں)

امام مالک کا عطیہ کردہ اتنا سارا مال واسباب (نوکر چاکر، سواریاں، اشرفیاں، وغیرہ) میرے آگے آگے جا رہا تھا، میں نے ایک آدمی پہلے مکہ روانہ کر دیا تھا کہ واپسی کی اطلاع کر دے، جب حدود حرم میں داخل ہوا تو ایک بوڑھا اور کچھ عورتیں دکھائی دیں، بوڑھے نے مجھے گلے لگایا، پھر ایک بڑھیا نے بھی میری بلائیں لیں ،اس بوڑھیا کو میں جانتا تھا اسے ہم خالہ کہتے تھے، بڑھیا نے مجھے اپنے ساتھ چمٹاتے ہوئے کہا:

"اَلَیْسَ اُمُّکَ صَاحِبَۃَ اَلَمٍ یَاْکُلُ فُؤَادَھَا عَلَیْکَ"

(کیا تیری ماں بڑی دکھیا نہیں تھی کہ تیرے فراق کے صدمے نے اس کا دل چاٹ لیا)

یہ پہلا کلمہ تھا جو اپنے وطن کی پاک زمین پر میرے کانوں میں گونجا، میں آگے بڑھنے لگا تو بوڑھی کہنے لگی! کہاں چل دیے؟ میں نے کہا! گھر، کہنے لگی! افسوس کل تو خالی ہاتھ مکے سے گیا تھا آج دولت لے کر آ رہا ہے تاکہ اپنے پچیروں پر گھمنڈ وفخر کرنے لگے؟ میں نے کہا پھر کیا کروں (گھر نہ جاؤں؟) بولی بلا وا دے کہ بھوکے آئیں شکم سیر ہوں، پیدل آئیں سوار ہوں، بےلباس، برہنہ وجود آئیں پوشاکیں اور پہناوے لے جائیں، اس طرح دنیا میں تیری نیک نامی اور آخرت میں ثواب ورفعت ہوگی، میں نے یہی کچھ کیا، جس کے نتیجے میں گھر پہنچنے سے پہلے سارا کچھ خرچ ہو گیا، راہِ خدا کی نذر ہو گیا، اس واقعہ کی بڑی شہرت ہوئی، مدینہ میں امام مالک تک بھی بات پہنچی، انہوں نے تسلی دی کہ ہر سال آپ کو اسی طرح دیا کروں گا۔

مکے میں میرا داخلہ اس حال میں ہوا کہ ایک خچر اور پچاس دینار کے سوا میرے پلے کچھ نہ بچا تھا، اتفاق سے میرا کوڑا راستہ سے گذرتے ہوئے ہاتھ سے گر پڑا، ایک کنیز جس کی پیٹھ پر مشک لدی تھی اس نے کوڑا اٹھا کر مجھے دیا، میں نے اسے دینے کے لیے پانچ دینار نکالے، "بڑھی" نے کہا کیا کرنے لگا ہے؟ میں نے کہا اسے انعام دوں، کہنے لگی جو رقم تیرے پاس ہے ساری دیدے، میں نے یہی کیا، نتیجتاً مکے میں پہلی رات ہی میری اس حال میں بسر ہوئی کہ میں مقروض ہو چکا تھا۔

امام مالک سال بسال مجھے اسی طرح ہدایا بھیجتے رہے، گیارہ سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا، جب امام مالک

رحلت فرمائے گئے تو حجاز کی زمین میرے گزران کے لیے تنگ ہوگئی، میں مصر چلا آیا، یہاں اللہ نے عبداللہ بن حکم کو میرا معاون بنا دیا، وہ میری تمام ضروریات کا خیال رکھنے لگے۔

اے ربیع! میرے سفر کی یہ کچھ روداد ہے تو اسے اچھی طرح سمجھ لے۔ [۱]

---

[۱] ربیع بن سلیمان امام شافعی کے ممتاز شاگرد اور امام کے اس رحلۂ علمیہ کے راوی ہیں، ابن حجۃ کی کتاب ''ثمرات الاوراق'' میں بھی یہ سفرنامہ مذکور ہے۔ سفرنامہ کے ہمارے اس اردو ترجمہ کی اصل ''رحلۃ الامام الشافعی'' ہے، جو ہم نے نیٹ سے لیا، یہ ''دار القاسم'' کا مطبوعہ نسخہ ہے جس کو شیخ محبّ الدین الخطیب نے ایڈٹ کیا ہے، شیخ نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے ۱۳۳۷ھ (۱۹۱۹ء کے لگ بھگ) میں مکہ میں مسند امام شافعی کا ایک نسخہ پایا جو مطبع خلیلی ہندوستان کا چھپا ہوا تھا، اس کے شروع میں امام شافعی کا یہ سفرنامہ ان کے تلمیذ ربیع بن سلیمان کا روایت کردہ بھی شامل و منسلک تھا لیکن اس میں بہت اغلاط اور مغلقات تھیں، پھر خطیب موصوف نے اس کو ایڈٹ کرنے میں جو کوشش کی اس کا حال اس مذکورہ مطبوعہ نسخہ کے مقدمہ میں موجود ہے، من شاء فلیراجع۔
نیز عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم نے ابن عبدالبر کی ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے ترجمہ میں کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ ''ابن حجۃ'' کی کتاب ''ثمرات الاوراق'' سے امام شافعی کے اس سفرنامہ کو بھی ترجمہ کرکے ملحق کیا ہے، اس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

محمد امجد حسین ۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ تیسرا ایڈیشن (صفحات: 188)

ماہِ ربیعُ الاٰخر

اسلامی سال کے چوتھے مہینے ''ربیعُ الاٰخر'' جس کو ''ربیعُ الثّانی'' بھی کہا جاتا ہے کے متعلق شرعی احکام اس مہینہ کے حوالہ سے معاشرے میں رائج منکرات وبدعات۔ اور ماہِ ربیعُ الاٰخر کے تاریخی واقعات وحالات

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

تذکرۂ اولیاء　　(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۹)

مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اقبال ورومی

مریدِ ہندی

زندہ ہے مشرق تیرے گفتار سے　　امتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟

پیرِ رومی

ہر ہلاک امت پیشیں کہ بود　　زانکہ برجندل گماں بردند عود

مطلب......امم سابقہ کی ہلاکت کا اہم سبب یہ رہا ہے کہ سنگ پاروں پر عود کا گمان کرتے رہے۔

توضیح......گذشتہ سب امتوں کے عروج وزوال کی تاریخ گواہ ہے کہ جو امت بھی ہلاک ہوئی ہے اور عالمِ ناسوت سے ناکامی ونامرادی کی حالت میں ہلاکت کی گھاٹی سے گذر کر عالم آخرت کو، عالم لاہوت کو گئی ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ زندگی بھر پتھر پر عود (ایک قیمتی وخوشبودار لکڑی جس کی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہے اور جلانے پر اس لکڑی سے نہایت عمدہ ولطیف خوشبو پھیلتی ہے، اسے ''اگر'' بھی کہتے ہیں، اگر بتی اسی سے بنتی ہے) کا گمان کرتے رہے۔

مراد یہ ہے کہ یہ مادہ پرست وخدا بیگانہ اقوام مادی ومحسوس کائنات کو اور اس کائنات کے سود وزیاں کے سلسلوں کو اور غیبی رہنمائی سے محروم عقل حیوانی کے قیاس واستدلال اور نفسانی تقاضوں وخواہشات کی تکمیل کو سب کچھ سمجھ کر اول وآخر اسی میں مگن رہے، اور اپنی پوری زندگی دنیا پرستی اور خواہشات پرستی میں گزار دی، انبیاء لاکھ سمجھاتے اور سر پیٹتے رہے کہ زندگی کی حقیقت اور زندگی کے سفر کا رخ کچھ اور ہے، جس کے اسرار ورموز غیبی رہنمائی اور وحی الٰہی کے ذریعے ہم پر فاش ہوئے ہیں، آؤ کہ ہم تمہیں صحیح راستے پر ڈال لیں، تمہارا زاویہ نگاہ اور تمہاری زندگی کے سفر کا رخ درست کر لیں، لیکن وہ جو کچھ پہلے سے یقین کیے بیٹھے تھے، اپنے ماحول، موروثی اثرات، گم کردہ راہ آباؤ واجداد اور قوم قبیلے کی طرف سے ملنے والی غلط تربیت اور عقیدہ، اور خود مادیت ومحسوسات میں الجھی ہوئی ان کے قلب ونظر کے تخیلات اور ظن وگمان وہ اس سے ایک انچ اِدھر اُدھر سرکنے، ایک بالشت آگے پیچھے ہٹنے اور ایک قدم دائیں بائیں دھرنے کے لیے آمادہ وتیار نہ تھے، پتھر کو

Idara Ghufran

پتھر سمجھنے اور کہنے کے روادار نہ تھے، اپنے ہاتھوں تراشی ہوئی بے جان و بے قیمت اور بے حقیقت پتھر کی مورتیوں کو بھگوان اور زندگی و موت کا خالق و مالک کہنے پر ہی ان کو اصرار تھا، جبکہ دہریین کے طبقے کو اپنی فلسفیانہ عقل کے تراشے ہوئے دہریانہ نظریات پر ان کو ایسا گہرا ایمان ویقین تھا کہ انبیاء اس کے مقابلے میں جس توحید ورسالت اور قیامت پر ایمان ویقین کا تقاضہ کرتے تھے وہ انہیں دیوانوں کی بڑ معلوم ہوتی تھی۔

قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْمَجْنُوْنٌ (سورة الذاریات، آیت ۵۲)

مریدِ ہندی

اب مسلمان میں نہیں وہ رنگ وبو　　سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو

پیرِ رومی

تا دل صاحبدلے نامد بہ درد　　ہیچ قومے را خدا رسوانہ کرد

مطلب......قومیں اس وقت رسوا اور بے آبرو کر دی جاتی ہیں جب ان کے ہاتھوں صاحبِ دل لوگ دکھیا ہو کر ان سے مایوس ہو جائیں۔

توضیح......کسی قوم کے ہاتھوں من حیث القوم جب صاحبِ دل (مقربین بارگاہ انبیاء اور ہر امت میں ان کے اسوۂ حسنہ وتعلیمات کو اپنا کر ہدایت وسیادت کے منصب پر فائز ہونے والے ان کے نائبین، خواہ علماء ہوں، صوفیا ہوں، بادشاہ ہوں، امراء ہوں) لوگوں کے دل دکھیا ہو جاتے ہیں، اور یہ صاحب دل جو اپنی امتوں اور اپنی قوموں کے سب سے زیادہ ہمدرد وخیر خواہ اور ان کی صلاح وفلاح کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں ان کی اصلاح وراہ یابی سے مایوس ہو جاتے ہیں، اقبال ہی کے الفاظ میں وہ قوم کے متعلق یہ فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ؎

تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں　　ڈھونڈ چکا میں موج موج دیکھ چکا صدف صدف

تو یہ ان قوموں کے زوال وانحطاط اور بدبختی کی گھڑی ہوتی ہے، پھر ان کو ذلت وادبار گھیر لیتا ہے، اور غلامی کی نوع بنوع شکلیں ان کے گلے کا ہار بن جاتی ہیں، مثلاً ذہنی غلامی، اور بسا اوقات ''مت'' اتنی ماری جاتی ہے اور عقلیں اس قدر مسخ ہو جاتی ہیں کہ ان تکوینی عذاب اور پکڑ کے سلسلوں کو وہ اپنے لیے انعام سمجھتے ہیں اور غلامی کی ذلت پر خوش ومطمئن اور صابر وشاکر رہتے ہیں۔ ؎

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود　　فرنگی نے خرید لی ہے وہ مسلمانی

Idara Ghufran

اقبال کا اٹھایا ہوا یہ نکتہ بہت اہم ہے، اہل نظر اس پر غور کریں کہ اٹھارہویں صدی کے آگے پیچھے مسلمانوں پر ایک عالمگیر انحطاط مسلط ہوتا چلا گیا، اور اس کی پیچیدگیاں اور الجھنیں وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئیں، اس کے منجملہ اسباب میں سے یہ سبب مختلف مسلمان ممالک میں کس تناسب کے ساتھ پایا گیا ہے؟ تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے برصغیر میں مثلاً اگر میں یہ مثال پیش کروں کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے متبعین، سید احمد شہید اور ان کی جماعت اور سلطان ٹیپو وغیرہ یہ لوگ صاحب دل تھے، انہوں نے قوم کو انحطاط میں جاتے دیکھ کر شروع دنوں میں اس کی پیش بندی میں جانیں کھپا دیں، تو آیا قوم نے من حیث القوم اس کی قدر کی یا ان کا راستہ روکا؟ ان کے دلوں پر کیا گذری ہوگی؟

مریدِ ہندی

گرچہ بے رونق ہے بازارِ وجود   کون سے سودے میں ہے مردوں کا سود؟

پیرِ رومی

زیرکی بفروش و حیرانی بخر   زیرکی ظن است و حیرانی نظر

مطلب...... چالاکی اور عقل پرستی چھوڑ، مقام معرفت ومحبت کے راستے کی حیرانی خرید لے، عقلی و منطقی فکر و نظر محض ظن و تخمین کی باتیں ہیں، جبکہ حیرانی مشاہدہ و طمانیت کا مقام ہے۔

توضیح...... زیرکی یعنی چالاکی، چرب زبانی، مکروعیاری یا اقبال ہی کے الفاظ میں روباہی ولومڑی پن یہ عقل حیوانی کے کرشمے ہیں، مادی کائنات کو مقصود سمجھنے والوں کے فکروفن کے شعبدے ہیں، اس دنیا کے سودوزیان کے گرد ہی اپنی پوری زندگی اور اپنی تمام صلاحتیں گھمانے والوں کی کل جمع پونجی ہے۔

جبکہ حیرانگی سے مقصود وحی الہام اور مقربین بارگاہ اصحاب نظر کی رہنمائی میں ہستی وذات کی معرفت کے مراحل و مدارج طے کرنے کے دوران یا بالفاظِ صوفیا سیر الی اللہ کے سفر کے دوران عالم ملکوت، غیبی کائنات اور اللہ کی صفات کی جلوہ آرائیاں مکشوف وجلوہ آراء ہونے کے بعد جو حیرت پیدا ہوتی ہے وہ مراد ہے جیسے کہ کہا گیا ہے۔ ع

مقربان را بیش بود حیرانی

مادہ پرستوں، فلسفیوں اور عقل حیوانی کے پرستاروں اور دنیا کے پجاریوں کی زیرکی و عقلی موشگافیوں کے مقابلے میں یہ حیرانگی انبیاء واولیاء کا ورثہ ہے، عشق ومحبت والوں کی سوغات ہے، مقربین بارگاہ حق کے روحانی سفر کا توشہ ہے۔

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے — جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

وہ آنکھ کہ ہے چشمہ افرنگ سے روشن — پرکار وسخن ساز ہے نمناک نہیں

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں — تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

(بال جبرئیل ص ۸)

مریدِ ہندی

ہم نفس میرے سلاطین کے ندیم — میں فقیر بے کلاہ و بے گلیم

پیرِ رومی

بندہ یک مرد روشن دل شوی — بہ کہ بہ فرق سرِ شاہاں روی

توضیح......اس کا مفہوم اقبال کے اس شعر کے قریب قریب ہے ۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی — نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

(بانگ درا ص ۲۲)

درد دل کی دولت اور کسی صاحب دل کی مصاحبت جس کو ہاتھ آ جائے اس دولت کے سامنے وہ ہفت اقلیم کی سلطنت اور بادشاہوں کی رفاقت و ہمنوائی کو ہیچ در ہیچ سمجھتا ہے، ان کے ذوق ار جمند اور خودداری کا تو ایک صاحبِ دل کے الفاظ میں یہ عالم ہوتا ہے۔

''زانکہ یافتم خبر از ملک نیم شب — من ملک نیم روز را بیک جو نمی خرم''

نیز

آنانکہ بجز روئے تو جائے نگرانند — کوتہ نظرانند چہ کوتاہ نظرانند

نیز

علی الصباح کے مردم بکار و بار روند — بلاکشان محبت بکوئے یار روند

مریدِ ہندی

اے شریکِ مستی خاصانِ بدر — میں نہیں سمجھا حدیث جبر وقدر

پیرِ رومی

بال بازاں راسوئے سلطان برد — بال زاغاں را بگورستان برد

توضیح......تقدیر کا مسئلہ، جبر وقدر کا مسئلہ غیبی خزانوں کا بہت ہی چھپا ہوا موتی ہے، شریعتوں کا معرکۃ الآراء

مسئلہ ہے، علم کلام کا نہایت دقیق اور پیچیدہ موضوع ہے، اس لیے حدیث میں اس کی باریکیوں میں پڑنے اور اس بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، نجات کے لیے اس پر اجمالی ایمان لانا کافی ہے۔

والقدر خیره وشره من الله تعالیٰ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تقدیر کیا ہے؟ فرمانے لگے: ''**بحرِ عمیق لا تلجهُ**'' بہت گہرا سمندر ہے اس میں نہ گھسو۔

مثنوی کے اس شعر میں مثال سے سمجھایا گیا ہے، کہ خودداری و بلند ہمتی وحوصلہ مندی کی فطری استعداد و قابلیت شاہبازوں اور شاہینوں کو سلاطینِ عالم اور بادشاہوں کا منظورِ نظر اور ان کے شاہی درباروں کی رونق بنا دیتا ہے، بادشاہ ان کو حاصل کرنے، پالنے اور اپنے ساتھ ساتھ رکھنے کو اپنی شاہانہ شان کے مناسب سمجھتے ہیں جبکہ کووں اور گدھ وچیلوں کے بھی بظاہر شاہین کی طرح بال وپر ہوتے ہیں، لیکن ان کی فطری استعداد اور خلقی مزاج وجبلت بلند پروازی اور خودداری سے محروم ہے، تو یہی بال وپر انہیں غلاظتوں، مرداروں اور ویرانیوں کی طرف کشاں کشاں لیے پھرتے ہیں، اسی فطری استعداد کے فرق نے خاکِ مکہ سے، حرم کے جوار سے ابوجہل کو پیدا کیا، اور مرکز وحی وہدایت سے کوسوں دور حبشہ کی کالی زمین سے بلال حبشی کو ظاہر کیا۔ ؎

حسن ز بصرہ ہلال ز حبش صہیب ز روم
زخاک مکہ بوجہل ایں چہ بوالعجبی است

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری
تو مسلماں ہے تو تقدیر ہے تدبیر تیری

مریدِ ہندی

کاروبارِ خسروی یا راہبی
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی

پیرِ رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ وشکوہ
مصلحت در دینِ عیسیٰ غار وکوہ

مطلب...... ہمارے دین کے آفاقی وفطری مقاصد ومصالح جہاد وقتال میں پوشیدہ ہیں، جبکہ دین عیسوی کی محدود مصلحتیں رہبانیت اور خلوت نشینی سے بھی حاصل ہو جاتی تھیں۔

توضیح...... سب آسمانی شریعتیں توحید ورسالت اور قیامت جیسے بنیادی اصولوں میں متفق رہی ہیں، لیکن عملی زندگی کے متعلق حلال وحرام اور جائز وناجائز کے احکام میں شریعتوں میں اختلاف رہا ہے، ایک نبی کے زمانے میں اور اس کی لائی ہوئی شریعت میں جو چیز حرام تھی ضروری نہیں کہ آئندہ کی کسی اور شریعت میں

بھی حرام رہے اسی طرح بالعکس بھی، اس اختلاف احکام میں تغیر زمانہ، تغیر حالات و ماحول، تغیر عادات و مزاج اقوام وغیرہ بہت سی چیزوں کو دخل رہا ہے، اور بہت سی حکمتیں و مصلحتیں رہی ہیں، خصوصاً دین اسلام جو کامل و مکمل جامع اور آفاقی دین ہے اور اپنی آمد کے بعد سے قیامت تک کے تمام زمان و مکان اور اقوام وقبائل اور امم وملل کے لیے ہدایت وخدا پرستی کا واحد ضامن وکفیل ہے، اس کا سابقہ محدود ومخصوص زمانی و مکانی اور علاقائی شریعتوں سے احکام میں اختلاف بڑا نمایاں ہے، اسی مثال کو ملاحظہ فرمائیں جو مثنوی کے شعر میں ہے کہ دین عیسیٰ جس ماحول اور پس منظر میں نمایاں ہوا، جن موافق ومخالف حالات اور مخالف اقوام سے اس دین اور اس کے ابتدائی مٹھی بھر پیروکاروں کو سابقہ بڑا، ان حالات میں رہبانیت کی (جو اگر چہ خود اس دین کی بھی اصل تعلیم نہ تھی لیکن ان لوگوں کے مخصوص حالات اور دین عیسوی کے حاملین کے اس کی طرف رجحان اور ان کی کمزوری وضعف کے پیش نظر رخصت کے درجے میں) ان کو اجازت دی گئی، اور اس رہبانیت کی راہ سے اس کے تقاضے صحیح معنوں میں پورے کر کے وہ مقربین بارگاہ حق بن سکتے تھے اور بہت سے بن جاتے تھے، لیکن ہمارے دین کے حوصلے، ہمارے دین کے آفاقی مقاصد تو شان و شوکت عظمت ورفعت کے متقاضی ہیں، فراعنہ اور نمارده اور وقت کے طاغوتوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے متقاضی ہیں، اسی صورت میں اس دین کی آفاقیت وہمہ گیری نمایاں ہوسکتی ہے، اور سارے انسانوں تک اس کی سعادتوں سے لبریز تعلیمات پہنچ سکتی ہیں کہ جہاد کی تلوار سے عام انسانوں پر مسلط طاغوتوں کا گلا کاٹا جائے جو ان سے خدا کی بجائے اپنا کلمہ پڑھانا چاہتے ہیں، جب یہ رکاوٹ دور ہو جائے گی تو سعید روحیں اور سلیم الفطرت طبعتیں دین حق کی طرف کھنچی چلی آئیں گی، جیسے پیاسا پانی کی طرف۔

ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجاً

انگریز جو کہ قومی طور پر عیسائی تھے، مسلمانوں سے جہاد کا نظریہ ختم کرنے کے لیے (کہ جہاد سے ہی مسلمانوں نے اس بدیسی سامراج کی نیندیں ہمیشہ حرام کیے رکھیں) قادیان سے جھوٹی نبوت کا فتنہ انہوں نے اٹھایا اور اسے پالا پوسا اور پھیلایا، اپنے سیاسی تسلط اور سامراجی مقاصد کے لئے مذہب کے نام پر، مذہب کے راستے سے مسلمانوں کو جہاد کے نظریہ سے ہٹا کر رہبانیت وترک دنیا کے عیسائی نظریہ پر لانا چاہتے تھے، اور دین ودنیا میں تفریق اور عیسائی تجربہ کی طرح قیصر و پوپ کا دائرہ کار الگ الگ کرنا چاہتے تھے، گویا کہ اسلام کی قلب ماہیت کر کے اسے عیسائیت کا جامہ پہنانا چاہتے تھے ؎

کلیسا کی بنیاد رہبانیت پہ تھی　　　سماتی کہاں اس فقیری میں میری

(جاری ہے)

قناعت کی فضیلت اور اس کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ (مسلم، بَابٌ فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ)

ترجمہ: جس نے اسلام قبول کیا اور اُسے بقدر کفایت رزق عطا کیا گیا اور اللہ نے اُسے اپنے عطا کردہ مال پر قناعت کرنے کی توفیق دیدی تو وہ شخص کامیاب ہوا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ.

ترجمہ: اے اللہ! جو آپ نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے، اُس پر قناعت کی توفیق دے دیجئے، اور اُس رزق میں میرے لئے برکت دے دیجئے، اور میرے پیچھے آنے والی ہر چیز میں بھلائی رکھ دیجئے (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۳۶۰، واللفظ لہٗ؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۷۵۶؛ مصنف ابنِ ابی شیبۃ ۱۶۰۶۴)

صبح اور شام کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ دعا سکھاتے تھے کہ صبح کے وقت یہ کہنا چاہیئے کہ:

اَللّٰھُمَّ بِکَ أَصْبَحْنَا، وَبِکَ أَمْسَیْنَا، وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے آپ کے (نام کے) ساتھ صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم نے شام کی، اور ہم آپ کے (نام کے) ساتھ زندہ رہتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

اور جب شام ہو تو یہ کہنا چاہیئے کہ:

اَللّٰھُمَّ بِکَ أَمْسَیْنَا وَبِکَ أَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَإِلَیْکَ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ کے (نام کے) ساتھ ہم نے شام کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم نے صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم جیتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی جمع ہونا ہے۔

(ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۱؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۶۸؛ ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۸۶۸)

Idara Ghufran

مختلف بُرائیوں سے پناہ کی دعا

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا تعوّذ (اور اللہ کی پناہ حاصل کرنے کے الفاظ) بتادیجیے کہ میں اُسے پڑھ کر اللہ کی پناہ حاصل کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اپنے کانوں کی بُرائی سے، اور اپنی آنکھوں کی بُرائی سے، اور اپنی زبان کی بُرائی سے، اور اپنے دل کی بُرائی سے، اور اپنی منی (یعنی شرمگاہ) کی بُرائی سے (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۹۲؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۵۵۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں محتاجی سے، اور (نعمتوں کی) کمی سے، اور ذلت سے، اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں ظالم ہوں یا مظلوم بنوں

(ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۵۴۴؛ نسائی، رقم الحدیث ۵۴۶۰)

Idara Ghufran

پاکیزہ زندگی اور اچھی موت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ عِیْشَةً نَّقِیَّةً، ومِیْتَةً سَوِیَّةً، ومَرَدًّا غَیْرَ مُخْزٍی.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے پاکیزہ زندگی اور اچھی موت اور ایسی جگہ لوٹنے کا جس میں رُسوائی نہ ہو، سوال کرتا ہوں (المعجم الکبریٰ للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴۲۸۸)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں **غَیْرَ مُخْزٍ** کے بعد **وَلاَ فَاضِحٍ** کا اضافہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ایک دعا یہ تھی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ، وَفُجَاءَ ةِ نِقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ کی نعمت کے جاتے رہنے سے اور آپ کی عافیت کے تبدیل ہونے سے اور اچانک آپ کی سزا میں پکڑے جانے سے اور آپ کی تمام ناراضگیوں سے (مسلم، بَابُ أَکْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَکْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَیَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ؛ ابوداوٗد، باب فی الاستعاذة)

پیارے بچو! بنتِ فاطمہ

ایک نیک بادشاہ کا واقعہ

پیارے بچو! آج ہم آپ کو ایک سچا واقعہ سناتے ہیں، جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند اور اونچا ہے کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ بھی اسے مانتے ہیں۔

بچو! بہت پُرانی بات ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بہت زمانے کے بعد مدینہ منوّرہ شہر میں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، دو یہودی اپنا بھیس بدل کر آئے تھے۔

یہودی مسلمانوں کے دشمن ہوتے ہیں، ان دونوں یہودیوں کو پتہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم قبر میں صحیح اور سلامت ہے، اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم قبر سے نکالنا چاہتے تھے۔

وہ دونوں یہودی مدینہ شہر میں آپ کی قبر کے پاس ایک مکان میں رہنے لگے، اور دن رات لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز اور دوسرے نیک کام کرنے لگے۔

مدینے کے سب لوگ انہیں بہت نیک سمجھنے لگے، لوگوں کو کیا پتہ تھا کہ وہ دونوں کمبخت رات کے وقت اپنے مکان سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف زمین کے اندر نیچے ہی نیچے سُرنگ کھودتے ہیں، اور پھر وہ جتنی بھی سرنگ کھودتے تھے، اس کی مٹی راتوں رات باہر پھینک آتے تھے، اور پھر سرنگ پر کوئی چیز ڈھک کر جگہ برابر کر دیتے تھے، تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

جب ان یہودیوں نے یہ کام شروع کیا تو اس زمانہ کے نیک بادشاہ سلطان نورالدین زنگی نے خواب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غم کا اثر ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ کا نام لے کر کہہ رہے ہیں کہ مجھے یہ دونوں آدمی بہت تکلیف پہنچا رہے ہیں، ان کو مجھ سے دُور کرو۔

بادشاہ کو خواب میں دونوں یہودیوں کے چہرے بھی نظر آ گئے تھے۔

جب بادشاہ سو کر اُٹھے تو وہ بہت فکرمند تھے، بادشاہ نے اپنے وزیر کو اپنا خواب سنایا، وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت لگتا ہے کہ مدینہ میں کوئی بڑا حادثہ پیش آنے والا ہے، اس لئے آپ جلدی مدینہ شہر تشریف لے جائیں۔

بادشاہ نے فوراً فوج ساتھ لے کر بہت تیزی کے ساتھ مدینہ کی طرف سفر کیا، اور بہت جلد مدینہ پہنچ گئے، اتنے عرصے میں وہ دونوں یہودی بہت زیادہ سرنگ کھود چکے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب پہنچ چکے تھے۔

بادشاہ نے مدینہ پہنچ کر مدینہ کے تمام لوگوں کی مدینہ سے باہر دعوت کی، جب سب دعوت کھا چکے تو سب کو مدینہ کے ایک خاص دروازے سے نکلنے کو کہا، اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر ہر ایک شخص کو غور سے دیکھنے لگے، یہاں تک کہ مدینے کے سب لوگ شہر سے باہر نکل گئے، مگر بادشاہ کو وہ دونوں آدمی دِکھائی نہیں دیئے، جنہیں بادشاہ نے اپنے خواب میں دیکھا تھا، بادشاہ کو بہت پریشانی ہوئی، بادشاہ نے اپنے وزیر سے پوچھا کہ کیا سب آدمی شہر سے باہر آ چکے ہیں؟ تو وزیر نے کہا جی ہاں! سب باہر آ چکے ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا، ضرور کوئی اندر ہے۔

وزیر نے کہا کہ دو نیک آدمی اندر رہ گئے ہیں، وہ دونوں کسی کی دعوت میں نہیں جاتے، اور نہ ہی کسی سے ملتے ہیں، وہ صرف نیک کام ہی کرتے رہتے ہیں۔

بادشاہ نے فوراً کہا کہ مجھے ان ہی دونوں سے کام ہے۔

جب بادشاہ کے کہنے پر ان دونوں کو بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو وہ دونوں وہی آدمی تھے جن کو بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا، اُن کو بادشاہ نے فوراً قید کروالیا، اور پوچھا کہ تم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تکلیف دی ہے؟

بہت دیر کے بعد انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم نکالنے کے لئے سرنگ کھودی تھی۔

بادشاہ نے ان کے گھر جا کر سرنگ دیکھی تو پتہ چلا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے بہت قریب پہنچ چکے تھے، بادشاہ نے فوراً سرنگ بند کروادی، اور قبر کے چاروں طرف لوہے کو پگھلا کر سیسہ کی مضبوط دیوار بنادی تاکہ آئندہ کوئی کمبخت ایسی گندی حرکت نہ کرسکے۔

بچو! تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نیک بادشاہ کے ذریعہ سے کیسے حفاظت فرمائی۔

اسی لئے تو کہتے ہیں کہ نیک بادشاہ اور حاکم سے اللہ تعالیٰ بڑے اچھے اچھے کام کرواتے ہیں۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

عدت کے احکام (قسط۱)

معزز خواتین! جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا فوت ہوجائے تو شرعی اصولوں کے مطابق ایک خاص مدت تک اس عورت کے لیے کچھ پابندیاں عائد ہوجاتی ہیں، اس خاص مدت کو شریعت کی زبان میں عدت کہا جاتا ہے۔ عدت کی ہر صورت میں یہ خاص مدت یکساں نہیں ہوتی بلکہ شوہر کی وفات یا طلاق ہونے کے وقت خواتین کی مختلف طرح کی حالتوں کی بنیاد پر یہ خاص مدت مختلف ہوتی ہے، اس کی پہچان کے لیے قرآن وسنت میں چند اصولی ہدایات دی گئی ہیں، جس سے بآسانی اس خاص مدت کو پہچانا جاسکتا ہے۔

ذیل میں عدت سے متعلق ایسی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ درج کی جارہی ہیں جن سے اس خاص مدت کی پہچان ہوجاتی ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ بعض صورتوں میں نکاح ختم ہونے کے باوجود عورت پر عدت گزارنا ضروری نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا

(سوراحزاب آیت نمبر ۴۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو، پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو، تو ان کو کچھ مال (متاع) دے دو اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کردو (سورۂ احزاب آیت نمبر۴۹)

تشریح......اس آیت شریفہ میں مطلّقہ (طلاق دی ہوئی) خاتون سے متعلق تین احکام بیان فرمائے گئے ہیں:

پہلا حکم یہ بیان فرمایا کہ کسی عورت سے نکاح کرلینے کے بعد اس سے حقیقتاً یا حکماً جماع کرنے سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق کی نوبت آجائے تو مطلقہ (طلاق دی ہوئی) عورت پر کوئی عدت واجب نہیں، وہ طلاق واقع ہونے کے فوراً بعد ہی کسی مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہیں۔

آیت کریمہ میں ”من قبل ان تمسوھن“ کے الفاظ ارشاد فرمائے گئے ہیں، جن کا لفظی معنی یہ ہے کہ

’’ان کو چھونے سے پہلے‘‘ یا ’’ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے‘‘، لیکن مراد یہ نہیں ہے کہ نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ لگانے یا نہ لگانے سے شرعی حکم میں تبدیلی ہوجائے گی، بلکہ یہاں پر چھونا ایک محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے، اور مراد اس چھونے سے خاص قسم کا چھونا ہے جو کہ جماع ہمبستری کی صورت میں ہوتا ہے، پھر جماع پائے جانے کی دو صورتیں ہیں، ایک حقیقی وہ یہ کہ نکاح کے بعد میاں بیوی نے حقیقت میں وہ خاص کام (یعنی جماع) کیا ہو، دوسری حکمی اور وہ یہ کہ نکاح کے بعد میاں بیوی نے حقیقت میں تو وہ خاص کام (یعنی جماع) نہیں کیا مگر میاں بیوی دونوں ایسی تنہائی والی جگہ اکٹھے ہوئے ہیں جہاں اگر وہ جماع کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے اور ان کے آپس میں جماع کرنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہ تھی، ایسی تنہائی ویکجائی کو علمی زبان میں خلوتِ صحیحہ کہا جاتا ہے، اور خلوتِ صحیحہ کو اہل علم حضرات نے بعض احکام میں حقیقی جماع ہمبستری کے قائم مقام بتلایا ہے چنانچہ اگر کسی خاتون کو صرف خلوتِ صحیحہ کے بعد شوہر نے طلاق دیدی تو شرعاً اس پر عدت لازم ہوگی۔

خلوتِ صحیحہ کا ثبوت

خلوتِ صحیحہ جماع کے قائم مقام تب ہوگی جبکہ میاں بیوی دونوں تنہائی میں اس طرح اکٹھے ہوئے ہوں کہ ان کے آپس میں جماع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ رکاوٹ تین طرح کی ہوسکتی ہے:

(۱) حقیقی رکاوٹ: اس سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک اتنا چھوٹا یعنی کم عمر ہو کہ اتنی عمر کے بچے/بچی سے جماع کا ہونا ممکن نہ ہو، یا میاں بیوی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک اتنا بیمار ہو کہ جماع کے لائق ہی نہ ہو، یا عورت کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی اس طرح بڑھ گئی ہو کہ اس سے جماع کرنا ممکن نہ ہو، اس طرح کی رکاوٹ کو بعض حضرات نے حسی رکاوٹ کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

(۲) طبعی رکاوٹ: اس سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی ایسی جگہ یکجا ہوئے ہوں کہ جماع کرنے میں حقیقتاً تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر ہر دم اس کا خطرہ لگا ہوا ہے کہ کوئی ان کے اس کام پر مطلع نہ ہوجائے مثلاً وہاں کوئی تیسرا شخص موجود ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا ان امور سے آگاہ نابالغ، جاگتا ہو یا سویا ہوا) یا کسی کھلی جگہ (مثلاً کھیت میدان وغیرہ) یا مسجد و مدرسہ یا دفتر، پارک وغیرہ جہاں عموماً لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہو، یا کسی گزرگاہ میں میاں بیوی اکٹھے ہوئے ہوں۔

(۳) شرعی رکاوٹ: اس سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ایسی حالت

میں ہو کہ جماع کرنا شرعاً ممنوع ہو مثلاً میاں بیوی دونوں یا دونوں میں سے کسی ایک نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا ہو، یا حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو یا عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو۔

اب آیت مذکورہ میں بیان کردہ پہلے حکم کو سمجھنا آسان ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو نکاح کے بعد جماع اور خلوتِ صحیحہ سے پہلے ہی طلاق ہوگئی یا اس نے شرعی اصولوں کے مطابق شوہر سے خلع کا معاملہ کر لیا، تو اس پر کوئی عدت لازم نہیں، وہ طلاق ہوتے ہی یا خلع کا معاملہ مکمل ہوتے ہی کوئی انتظار کیے بغیر کسی اور مرد سے شرعی اصولوں کے مطابق نکاح کر سکتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں عدت سے متعلق یہی ایک حکم تھا، دوسرے دو احکام کا تعلق چونکہ عدت سے نہیں ہے اس لیے اس موقع پر ان کی تفصیل بیان نہیں کی جارہی۔

رخصتی سے پہلے شوہر فوت ہو جائے تو عدت کا حکم

اگر کسی خاتون کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورہ بقرۃ آیت نمبر ۲۳۴)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن، پھر جب وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں سو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ وہ عورتیں اپنی جانوں کے بارے میں خوبی کے ساتھ کوئی فیصلہ کرلیں اور جو تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے (سورۂ بقرۃ آیت نمبر ۲۳۴)

تشریح......اس آیت شریفہ میں ان عورتوں کی عدت بیان فرمائی گئی ہے جن کے شوہر وفات پا جائیں، اور یہ عدت چار مہینے دس دن ہے، عدتِ وفات ہر طرح کی عورت کے لیے چار مہینے دس دن لازم ہے خواہ کسی عورت کا شوہر رخصتی سے پہلے فوت ہو جائے یا رخصتی کے بعد فوت ہو، اسی طرح جس کا شوہر فوت ہوا ہے وہ خواہ کم عمر بچی ہو یا بڑی عمر کی اگرچہ بوڑھی ہو، اس کو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو، شوہر کی وفات تک دونوں میاں بیوی اکٹھے رہے ہوں یا عرصہ سے جدا رہے ہوں، بہرحال جس عورت کا شوہر فوت ہوا ہے اس پر چار مہینے دس دن عدت وفات گزارنا ضروری ہے۔

حاملہ خواتین کی عدت

البتہ ایک صورت ایسی ہے جس میں عورت کی عدت وفات چار مہینے دس دن نہیں ہوتی، اور وہ صورت یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے وقت عورت حاملہ ہو تو اس صورت میں اس کی عدت وفات بچہ پیدا ہونے تک ہوگی خواہ بچہ شوہر کی وفات کے تھوڑی دیر بعد پیدا ہو جائے، خواہ کئی مہینوں کے بعد پیدا ہو، بہرصورت بچہ پیدا ہونے تک وہ خاتون عدت وفات کے احکام کی پابند ہوگی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ.... الآية (سورہ طلاق آیت نمبر ۴)

ترجمہ: اور حمل والی عورتوں کی عدت ان کے اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے (سورۂ طلاق آیت نمبر۴)

تشریح...... اس آیت کریمہ کی رو سے اہل علم حضرات نے فرمایا ہے کہ حاملہ خاتون کی عدت بہرصورت اس حمل کا پیدا ہونا ہے خواہ حاملہ خاتون کا شوہر فوت ہوا ہو یا اس نے اس کو طلاق دی ہو یا کسی اور طرح نکاح ختم ہوا ہو۔ [۱]

حائضہ خواتین کی عدت

جس خاتون کو شوہر طلاق دیدے اور اسے حیض آتا ہو اگر وہ طلاق کے وقت امید سے نہیں ہے (یعنی حاملہ نہیں ہے) تو اس کی عدت تین حیض ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ الآية (سورہ بقرة آیت نمبر ۲۲۸)

ترجمہ: اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

تشریح...... اس آیت میں ایسی حیض والی عورتوں کی عدت بیان فرمائی گئی ہے جن کو طلاق ہوئی ہو اور وہ حمل کی حالت میں نہ ہوں تو ان کی عدت یہ ہے کہ طلاق واقع ہونے کے بعد انہیں مکمل تین حیض آجائیں، تیسرا حیض ختم ہونے پر عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو حاملہ ہونے کی حالت میں طلاق ہو جائے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہوگی خواہ تھوڑے دنوں بلکہ تھوڑی دیر کے بعد ہی بچہ پیدا ہو جائے یا کئی مہینوں کے بعد بچہ پیدا ہو۔

---

[۱] حمل ساقط ہونے سے حاملہ عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے یا نہیں اس کی وضاحت ان شاء اللہ آگے آئیگی۔

مسئلہ: حیض کی حالت میں طلاق دینا شرعاً ممنوع ہے لیکن اگر کوئی شخص بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدے تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی اور جب کسی عورت کو حالت حیض میں طلاق ہوجائے تو جس حیض میں اس کو طلاق ہوئی ہے وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا، خواہ حیض شروع ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہو یا طلاق کے تھوڑی دیر بعد ہی حیض کا خون آنا بند ہوجائے، بہرصورت اس حیض کے علاوہ جب مکمل تین حیض آجائیں گے تب اس مطلقہ خاتون کی عدت پوری ہوگی۔

جن خواتین کو حیض نہ آتا ہو ان کی عدت

جن خواتین کو کم عمر (نابالغ) ہونے کی وجہ سے حیض آنا شروع نہ ہوا ہو یا بہت زیادہ عمر (بوڑھی) ہوجانے کی وجہ سے حیض کا خون آنا بالکل بند ہوگیا ہو، ایسی خواتین کو اگر طلاق ہوجائے اور طلاق واقع ہونے کے وقت وہ حمل کی حالت میں نہ ہوں تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (سورہ طلاق آیت نمبر ۴)

ترجمہ: تمہاری (مطلقہ) بیبیوں میں سے جو عورتیں (بوجہ زیادتِ عمر کے) حیض آنے سے ناامید ہوچکی ہیں، اگر تم کو (ان کی عدت کے تعین میں) شبہ ہو (جیسا کہ واقع میں شبہ ہوا تھا اور پوچھا تھا) تو ان کی عدت تین مہینے ہے، اور اسی طرح جن عورتوں کو (اب تک بوجہ کم عمری کے) حیض نہیں آیا (ان کی عدت بھی تین مہینے ہیں) الخ (سورۂ طلاق آیت نمبر۴)

تشریح...... اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی خواتین کی عدت کو بیان فرمایا ہے کہ جن کو نابالغ ہونے کی وجہ سے ابھی تک حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا یا بہت بڑی عمر (یعنی بڑھاپے) کی وجہ سے حیض کا خون آنا بند ہوگیا ہے تو ایسی خواتین کی عدت تین مہینے بیان کی گئی ہے۔

مسئلہ: ایسی خواتین کو اگر اتفاق سے چاند کے مہینے کی پہلی تاریخ کو طلاق ہوجائے تو ان کی عدت تین قمری مہینے ہوگی خواہ مہینے انتیس (۲۹) دن کے ہوں یا تیس (۳۰) دن کے، اور اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ کو طلاق ہو تو ایسی صورت میں عدت مہینوں کے اعتبار سے گزاری جائے گی یا دنوں کے اعتبار سے اس میں بڑے اہل علم حضرات کا کچھ اختلاف ہے احتیاط اس میں معلوم ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں مطلقہ عورت مکمل نوے (۹۰) دن عدت گذارے۔ [1]

(جاری ہے......)

---

[1] علمی اختلاف اور دلائل کے لیے اہل علم حضرات بدائع صنائع ج۳ ص۱۹۵ ملاحظہ فرمالیں۔

آپ کے دینی مسائل کا حل   **ادارہ**

ظہر سے قبل و بعد کی سنتوں کے فضائل و احکام

سوال

ظہر سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں سنت ہیں، اوران کے کیا فضائل ہیں؛ اوراگر ظہر سے پہلے یہ سنتیں نہ پڑھی جاسکیں تو ظہر کے بعدان کو پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت مطلوب ہے؟ بینواوتوجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

ظہر کی نماز سے پہلے اور ظہر کی نماز کے بعد سنتوں کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے، اور ظہر سے پہلے اور بعد کی سنتیں مؤکدہ سنتوں میں داخل ہیں، اوران کے عظیم فضائل احادیث میں آئے ہیں۔

ظہر کے بعد دو رکعتیں مؤکدہ سنت ہیں، اور مزید دو رکعتیں پڑھنا مزید فضیلت کا باعث ہے۔ [1]

البتہ ظہر سے پہلے کتنی رکعتیں مؤکدہ سنتوں میں داخل ہیں؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

بعض فقہائے کرام کے نزدیک ظہر سے پہلے دو رکعتیں سنت ہیں، اور بعض فقہاء کے نزدیک چار رکعتیں سنت ہیں۔ [2]

---

[1] وَفِيه :(سَجُدَتَيُنِ بعد الظّهُر) يَعُنِى رَكُعَتَيُنِ، وَقد روى أَبُو دَاوُد من رِوَايَة عَنُبَسَة بن أبى سُفُيَان، قَالَ قَالَت أم حَبِيبَة زوج النَّبِى صلى الله عَلَيُهِ وَسلم قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيُهِ وَسلم :(من حَافظ على أَربع رَكُعَات قبل الظّهُر وَأَرُبع بعُدهَا حرم على النَّار) ، وَأخرجه التِّرُمِذِىّ وَالنَّسَائِىّ وَابُن مَاجَه أَيُضا .وَقَالَ التِّرُمِذِىّ : حَدِيث حسن صَحِيح غَرِيب، والتوفيق بَين الُحَدِيثين أَن النَّبِى صلى الله عَلَيُهِ وَسلم صلى بعد الظّهُر رَكُعَتَيُنِ مرّة، وَصلى بعد الظّهُر أَرُبعا مرّة، بَيَانا للُجوَاز، وَاخُتِلَاف الُأَحَادِيث فِى الُأَعُدَاد مَحُمُول على توسعة الُأَمر فِيهَا، وَأَن لَهَا أقل وَأكُثر فَيحصل أقل السّنة بِالُأَقَلّ، وَلَكِن الِاخُتِيَار فعل الُأَكُثر الُأَكُمَل (عمدة القارى، كتاب التطوع، بابُ التَّطَوُّعِ بَعُدَ المَكُتُوبَةِ)

[2] اور یہ اختلاف دراصل اس اختلاف پر مبنی ہے کہ دن رات کی پانچ نمازوں کے ساتھ کتنی رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہیں، بعض کے نزدیک بارہ رکعتیں ہیں، جن میں چار رکعت ظہر سے پہلے کی ہیں، یہی قول حنفیہ کا ہے، اور بعض کے نزدیک دس رکعتیں ہیں، جن میں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ہیں۔ محمد رضوان۔

Idara Ghufran

پھر اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو دو دو کر کے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیر کے پڑھنا مناسب ہے، یا چاروں رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ۔

حنفیہ کے نزدیک ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہیں، اور ان کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ ؎۱

آگے احادیث و روایات کی روشنی میں اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ (مسلم، بَابُ جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۲۵۱)

؎۱ السُّنَنُ الرَّوَاتِبُ مِنَ الصَّلَوَاتِ :وَهِيَ السُّنَنُ التَّابِعَةُ لِلْفَرَائِضِ، وَوَقْتُهَا وَقْتُ الْمَكْتُوبَاتِ الَّتِي تَتْبَعُهَا .وَقَدِ اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي مَقَادِيرِهَا فَذَهَبَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّ الرَّوَاتِبَ الْمُؤَكَّدَةَ عَشْرُ رَكَعَاتٍ، رَكْعَتَانِ قَبْلَ الصُّبْحِ، وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعِشَاءِ؛ لِمَا وَرَدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ :حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ :رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ، وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .وَهُنَاكَ أَقْوَالٌ مَرْجُوحَةٌ عِنْدَ الْمَذَاهِبِ تَذْكُرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ، وَاثْنَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، وَسِتًّا بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَأَنْ لَا رَاتِبَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِلَا حَدٍّ .وَالتَّفَاصِيلُ فِي :(السُّنَنُ الرَّوَاتِبُ) .وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ إِلَى أَنَّ مِقْدَارَهَا اثْنَتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً :رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَأَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ صَلَاةِ الظُّهْرِ -لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ -وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ .لِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ :أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ .وَلِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاظَبَ عَلَيْهَا وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنْهَا إِلَّا لِعُذْرٍ (الموسوعة الفقهية الكويتية، السُّنَنُ الرَّوَاتِبُ مِنَ الصَّلَوَاتِ)

(وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَتَنَفَّلَ بِأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ) قَبْلَهَا أَيْ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الزَّوَالِ (يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ) لِمَا جَاءَ عَنْهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -مِنْ قَوْلِهِ :مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ، وَقَالَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -أَيْضًا :مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُ يَوْمِهِ ذَلِكَ وَإِنَّمَا قَالَ :يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ؛ لِأَنَّهُ يُكْرَهُ عَدَمُ الْفَصْلِ بِالسَّلَامِ بَيْنَ الْأَرْبَعِ لِمَا فِي الْمُوَطَّإِ وَالصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ :أَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ :مَثْنَى مَثْنَى وَلَفْظُ الْمُوَطَّإِ :كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ :صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ .قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَأَمَّا مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ أَنَّهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ الْحَدِيثُ ضَعَّفَهُ الْحُفَّاظُ (الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، لشهاب الدين المالكي، ج ۱، ص ۱۹۶، بَاب صفة الْعَمَل فِي الصَّلَوَات الْمَفْرُوضَة، مَا يُسْتَحَبُّ عَقِبَ الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، پھر گھر سے تشریف لے جا کر لوگوں کو (ظہر کی) نماز پڑھایا کرتے تھے، پھر (ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر) گھر میں تشریف لاتے تھے، پھر دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (مسلم؛ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۸۲؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۲۵۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کو نہیں چھوڑا کرتے تھے (بخاری؛ابوداؤد؛نسائی)

اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ (مسند احمد،حدیث نمبر ۲۲۳۴۰،باسناد صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعت، اور فجر سے پہلے کی دو رکعت کسی بھی حال میں نہیں چھوڑتے تھے (مسند احمد)

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ (ترمذی، رقم الحدیث ۴۲۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں، اور ظہر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۵۸،باسناد قوی)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھی ہیں (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعًا، وَيَقُوْلُ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ، فَأُحِبُّ أَنْ أُقَدِّمَ فِيْهَا عَمَلًا صَالِحًا (مسند

احمد، رقم الحدیث ۱۵۳۹۶ ،باسناد صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ آسمان کے دروازے (اس وقت) کھول دیے جاتے ہیں، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت میں نیک عمل آگے بھیجوں (مسند احمد)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، فَقِيْلَ لَهُ :إِنَّكَ تُصَلِّيْ صَلَاةً تُدِيْمُهَا فَقَالَ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰى يُصَلَّى الظُّهْرُ، فَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَ لِيْ إِلَى السَّمَاءِ خَيْرٌ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۵۶۵، واللفظ لہٗ؛ ورقم الحدیث ۲۳۵۵۱ ،باسناد صحیح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ یہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا زوال ہوتا ہے، تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اُن کو اس وقت تک بند نہیں کیا جاتا جب تک کہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لی جائے، تو میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ آسمان کی طرف میرا خیر والا عمل چڑھ کر جائے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ تُوَاظِبُ عَلَيْهِنَّ قَبْلَ الظُّهْرِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ ، فَلَا تُرْتَجُّ حَتّٰى تُقَامَ الصَّلَاةُ، فَأُحِبُّ أَنْ أُقَدِّمَ (مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۹۲، فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ مَنْ كَانَ يَسْتَحِبُّهَا)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ظہر سے پہلے چار رکعتیں آپ ہمیشہ پڑھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج کے زوال کے وقت جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر وہ (ظہر کی) نماز قائم ہونے کے وقت تک بند نہیں کئے جاتے، تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں (اس بابرکت وقت میں) ان چار رکعتوں کو آگے بھیج دوں (مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت ابوصالح سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَرْبَعُ رَکَعَاتٍ قَبْلَ الظُّھْرِ یَعْدِلْنَ بِصَلَاۃِ السَّحَرِ (مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں سحری (یعنی تہجد) کی نماز کے قائم مقام ہوجاتی ہیں (مصنف ابن ابی شیبۃ)

فائدہ: یہ حدیث بعض حضرات کے نزدیک اگرچہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے، مگر اس مضمون کی دیگر کئی روایات سے تائید ہوتی ہے، اس لئے اُن کے ساتھ مل کر یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہوجاتی ہے۔ [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّھْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِھِنَّ فِیْ صَلَاۃِ السَّحَرِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَلَیْسَ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا وَھُوَ یُسَبِّحُ اللّٰہَ تِلْکَ السَّاعَۃَ، ثُمَّ قَرَأَ یَتَفَیَّأُ ظِلَالُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ، الْآیَۃَ کُلَّھَا (ترمذی، ۳۱۲۸ واللفظ لہٗ؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۸۰۸؛ مسند بزار باختصار، رقم الحدیث ۱۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا سحر (یعنی تہجد) کی نماز پڑھنے کے ثواب کے مثل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ بیان کرتی ہو، پھر (سورہ نحل کی) پوری یہ آیت پڑھی کہ:

یَتَفَیَّأُ ظِلَالُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دَاخِرُوْنَ.

(کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ) اُن کے سائے دائیں اور بائیں طرف

---

[1] رواہ ابن أبی شیبة فی "المصنف" (2 / 15 / 2) حدثنا جریر عن أبی سنان عن أبی صالح مرفوعا مرسلا .قلت :و ھذا إسناد مرسل حسن ، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أبی سنان و ھو سعید ابن سنان البرجمی الشیبانی الأصغر ، قال الحافظ " :صدوق له أوھام . "و قدأخرج له مسلم .و للحدیث شاھد أخرجه أبو محمد العدل فی "الفوائد "(ق 1/277) عن علی بن عاصم حدثنا یحیی البکاء أخبرنی ابن عمر مرفوعا به و زاد " :بعدالزوال . "و ھذا إسناد ضعیف ، یحیی البکاء و ھو ابن مسلم ضعیف کما فی " التقریب . "و علی بن عاصم صدوق یخطیء .و بعد ، فالحدیث عندی حسن بمجموع الطریقین ، و الله أعلم "(السلسلة الصحیحة الکاملة للالبانی، تحت رقم الحدیث ۱۴۳۱)

جھکے جا رہے ہیں اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کررہے ہیں (ترمذی؛بیہقی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَلّٰى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ كَأَنَّمَا تَهَجَّدَ بِهِنَّ مِنْ لَيْلَتِهِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۶۳۳۲) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، تو گویا کہ اُس نے اُس رات کی تہجد پڑھی (معجم اوسط)

حضرت اسود، حضرت مرّہ اور حضرت مسروق رحمہم اللہ کی سند سے روایت ہے کہ ان حضرات نے فرمایا کہ:

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَيْسَ شَيْءٌ يَعْدِلُ صَلَاةَ اللَّيْلِ مِنْ صَلَاةِ النَّهَارِ إِلَّا أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَفَضْلُهُنَّ عَلٰى صَلَاةِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلَاةِ الْوَاحِدِ

(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۹۴۴۶) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دن کی نماز میں سے کوئی نماز ایسی نہیں ہے جو صلاۃ الیل (یعنی رات اور تہجد کی نماز) کے برابر ہو، سوائے ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کے، اور ظہر سے پہلے کی ان چار رکعتوں کو دن کی نماز پر اس طرح فضیلت حاصل ہے، جس طرح جماعت کی نماز کو تنہا نماز پر فضیلت حاصل ہے (معجم کبیر طبرانی)

حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

صَلُّوا صَلَاةَ الْأَصَالِ حِيْنَ يَفِيْءَ الْفَيْءُ عِنْدَ النِّدَآءِ بِالظُّهْرِ، مَنْ صَلَّاهَا فَكَأَنَّمَا تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الرواية ۴۱۰۰)

ترجمہ: تم نمازِ آصال پڑھو، جس وقت سایہ ڈھل جائے، ظہر کی اذان کے وقت، جس نے اس نماز کو پڑھا، تو گویا کہ اس نے رات کو تہجد پڑھی (مصنف ابن ابی شیبۃ)

---

[1] قال ابن الهمام: ذِكْرُ الْأَرْبَعِ، هُوَ مَا عُزِيَ إِلَى سُنَنِ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ مِنْ حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا كَانَ كَأَنَّمَا تَهَجَّدَ مِنْ لَيْلَتِهِ، وَمَنْ صَلَّاهُنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ كَانَ كَمِثْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيّ مِنْ قَوْلِ كَعْبٍ، وَالْمَوْقُوفُ فِي هَذَا كَالْمَرْفُوعِ لِأَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ تَقْدِيرِ الْأَثْوِبَةِ وَهُوَ لَا يُدْرَكُ إِلَّا سَمَاعًا(فتح القدير،لابن الهمام،بَابُ النَّوَافِلِ)

[2] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْكَنَدِيُّ وَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ، وَفِيهِ كَلَامٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۳۳۲۹)

ان روایات سے ظہر سے پہلے کی سنتوں کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت صفوان بن مخرمۃ زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ قَالَ: أَرْبَعِ رِقَابٍ مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۲۰۵۲، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۵۹۹۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے ایک غلام یا چار غلام آزاد کرنے کے برابر اجروثواب حاصل ہوگا (معجم اوسط)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ملتا ہے، اس لئے حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔

حضرت میسرہ اور حضرت زاذان رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يُصَلِّيْ مِنَ التَّطَوُّعِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۶۰۲۱، كتاب الصلاة، باب فيما يجب من التطوع بالنهار)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے پہلے چار رکعت، اور ظہر کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)

حضرت ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ صَلَاةُ عَبْدِ اللّٰهِ مِنَ النَّهَارِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۹۳۳۱) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دن کی نماز میں چار رکعت ظہر سے پہلے، اور دو رکعت ظہر کے بعد ہوا کرتی تھیں (معجم کبیر طبرانی)

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وأبو عبيدة لم يسمع من أبيه (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۳۲)
وقال العينی: قلت: أبو عبيدة أخرج له البخاری محتجا به فی غير موضع، وروى له مسلم، وقال أبو داود: كان أبو عبيدة يوم مات أبوه ابن سبع سنين مميزا، وابن سبع سنين يحتمل السماع والحفظ، ولهذا يؤمر الصبی ابن سبع سنين بالصلاة تخلقا وتأدبا (عمدة القاری ج۶ ص ۲۵۶، كتاب الخوف)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

كَـانَـتْ صَلاةُ عَبْدِ اللّٰهِ الَّتِيْ لا يَدَعُ مِنَ التَّطَوُّعِ ؛ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۶۰۲۲ وحدیث نمبر ۶۰۲۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چار ظہر سے پہلے، اور دو ظہر کے بعد کی سنت رکعتوں کو نہیں چھوڑتے تھے (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)

جلیل القدر تابعی حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْرُكُوْنَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ عَلٰى حَالٍ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۹۹۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام ظہر سے پہلے کی چار رکعت کو اور فجر سے پہلے کی دو رکعت کو کسی حال میں نہیں چھوڑتے تھے (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)

اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانُوْا يَعُدُّوْنَ مِنَ السُّنَّةِ ؛أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۶۰۲۴، مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۴۸۳۰)

ترجمہ: صحابۂ کرام و تابعین ظہر سے پہلے چار رکعت، اور ظہر کے بعد دو رکعت کو سنت نمازوں میں شمار کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ أَشَدَّ مُثَابَرَةً مِنْهُمْ عَلٰى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۴۸۲۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں اور فجر سے پہلے کی دو رکعتوں سے زیادہ کسی (سنت ونفل) نماز کی پابندی واہتمام نہیں کیا کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق)

اور عظیم محدث حضرت عمرو بن حارث رحمہ اللہ سے اُن کا یہ قول مروی ہے کہ:

مَـا صَلَاةٌ بَـعْـدَ صَلَاةِ الْـمَـكْتُوبَةِ أَفْضَلَ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ (مصنف عبدالرزاق ، رقم الحدیث ۴۸۲۷)

ترجمہ: فرض نماز کے بعد کوئی نماز ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں سے افضل نہیں ہے (مصنف

Idara Ghufran

عبدالرزاق)

اور بھی کئی صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام سے ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کا پڑھنا اور ان کی اہمیت وفضیلت ثابت ہے۔ [1]

فائدہ: بعض روایات میں ظہر کے بعد دو کے بجائے چار رکعت پڑھنے کی عظیم فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَلّٰی قَبْلَ الظُّھْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَھَا أَرْبَعًا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ (ترمذی، رقم الحدیث ۴۲۷، واللفظ لہٗ؛ ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۱۱۶۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھیں، تو اللہ تعالیٰ اُس کو جہنّم پر حرام فرمادیں گے (ترمذی)

لیکن کیونکہ اکثر احادیث میں ظہر کے بعد دو رکعتوں کا ذکر ہے، اس لئے بعض محدثین نے فرمایا کہ ظہر کے بعد دو رکعتیں تو مؤکدہ سنتیں ہیں، اور پھر مزید دو رکعتیں مستحب ہیں، جن کا پڑھنا اگرچہ مؤکدہ درجہ کی سنت تو نہیں، لیکن اس کے باوجود عظیم ثواب سے خالی نہیں۔ [2]

مذکورہ احادیث وروایات سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے احناف نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہیں، اور ظہر کے بعد کی دو سنتوں کے بعد مزید دو رکعتیں پڑھ لینا زیادہ فضیلت کا باعث ہے؛ مگر یہ دو رکعتیں مؤکدہ درجہ کی سنتیں نہیں ہیں۔

اور جمعہ کی نماز کیونکہ ظہر کی نماز کی جگہ رکھی گئی ہے، اس لئے حنفیہ کے نزدیک ظہر سے پہلے کی چار سنتوں کا حکم جمعہ کی نماز کو بھی شامل ہے، اور جمعہ سے پہلے بھی چار رکعتیں مؤکدہ سنت ہیں، اور بعض روایات

---

[1] کذافی: اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ للبوصیری، تحت رقم الحدیث ۱۶۶۴، عن انس، مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۹۷، عن عبداللہ بن عتبۃ، مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۶۰۰۰، عن ابنِ عمر، مصنف ابن ابی شیبۃ، فِی الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّھْرِ مَنْ کَانَ یَسْتَحِبُّھَا، عن سعید بن المسیب، مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۶۰۰۱، عن سعید بن جبیر)

[2] (کذافی: مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِھَا)

اور بعض علماء نے ظہر سے قبل کی چار رکعت ترک کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہونے کی حدیث ذکر کی ہے، مگر تحقیق کرنے سے اس کی سند دستیاب نہ ہوسکی۔

حدیث من ترک الأربع قبل الظھر لم تنلہ شفاعتی لم أجدہ (الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، ج ۱، ص ۲۰۸)

سے خاص جمعہ کی نماز سے پہلے نماز پڑھنے کا بھی اشارہ ملتا ہے۔

جہاں تک جمعہ کی نماز کے بعد کی سنتوں کا تعلق ہے، تو اس کے بعد چار رکعتیں سنت ہیں، کیونکہ حدیث میں جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کا حکم آیا ہے (کذافی: مسلم، حدیث نمبر ۸۸۱)

اور بعض روایات میں جمعہ کے بعد دو رکعت کا ذکر ہے۔

(کذافی: سنن ابی داوٗد، حدیث نمبر ۱۱۲۸، واللفظ لهٗ، صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر ۲۴۷۶، عن ابنِ عمر باسناد صحیح)

اس لئے بعض حضرات نے جمعہ کے بعد چھ رکعتوں کو سنت قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ھو: المبسوط، الجزء الاول، کتاب الصلاۃ، باب مواقیت الصلاۃ، ص ۳۱۱)

ملحوظ رہے کہ بعض احادیث میں ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعتوں کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِيْ بَيْتِهٖ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۸۰)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دس رکعتیں محفوظ کیں، دو رکعتیں ظہر سے پہلے، اور دو رکعتیں ظہر کے بعد، اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اپنے گھر میں، اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اپنے گھر میں، اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ (ترمذی، حدیث نمبر ۴۳۶)

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے اگرچہ ظہر سے پہلے دو رکعتوں کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن کیونکہ اکثر احادیث

میں چار رکعتوں کا ذکر پایا جاتا ہے، اس لئے ظہر سے پہلے چار رکعتوں کا سنت ہونا راجح ہے۔

جہاں تک مذکورہ بعض احادیث کا تعلق ہے، جن میں ظہر سے پہلے دو رکعتوں کا ذکر پایا جاتا ہے، تو اس سلسلہ میں محدثین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

لیکن ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمومی واکثری معمول ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا تھا، اس لئے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا ہی سنت ہے، تاہم بعض اوقات وقت کی تنگی یا کسی اور عذر (مثلاً تھکن یا سفر وغیرہ کی جلدی یا کسی اور ضروری اور اہم مشغولی) کے باعث دو رکعتیں پڑھ لینے کی بھی گنجائش ہے، بالخصوص جبکہ عذر کی صورت میں سنتوں میں تخفیف کا حکم بھی ہوتا ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ دو رکعتوں کا پڑھنا بالکل نہ پڑھنے کے مقابلہ میں بہتر ہے۔ [۱]

پھر حنفیہ کے نزدیک ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَآءِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۲۷۰، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۳۲، باسناد حسن)

ترجمہ: ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں سلام پھیرنا نہیں ہے، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (ابوداؤد؛ مسند احمد)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لاَ يُسَلِّمُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَّتَشَهَّدَ (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الرواية ۵۹۹۲، فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ مَنْ كَانَ يَسْتَحِبُّهَا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کے درمیان سلام نہیں پھیرے گا، مگر (دوسری رکعت میں) تشہد پڑھے گا (مصنف ابن ابی شیبہ)

---

[۱] (كذافي: فتح البارى لابن حجر، ج۳، ص۵۸، وص ۵۹، بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، شرح صحيح بخارى لابن بطال، ج۳، ص ۱۷۴، باب الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، عمدة القارى، كتاب التَّطَوُّعِ، بَاب الرَّكْعَتَيْنِ قبل الظّهر، مرقاة المفاتيح، باب صلاة السفر، شرح النووى على مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، بَابٌ فَضْلُ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانُ عَدَدِهِنَّ، شرح ابى داؤد للعينى، باب تفريع أبواب التطوع وركعات السُّنَّة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ہی مروی ہے کہ:

مَا كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ فِى الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ (شرح معانی الآثار، رقم الروایۃ ۱۹۷۱؛ الحجة على أهل المدينة للامام محمد بن الحسن، ج ۱، ص۲۷۷، باب صلاة النافلة)

ترجمہ: صحابۂ کرام ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کے درمیان سلام نہیں پھیرا کرتے تھے

(شرح معانی الآثار)

اس قسم کی احادیث وروایات کے پیشِ نظر حنفیہ کے نزدیک ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔

جبکہ بعض دیگر فقہاء کے نزدیک دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے۔ [۱]

---

[۱] عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ :سَأَلَ مُحِلٌّ (أى الضبّى) إِبْرَاهِيمَ عَنِ الرَّكَعَاتِ، قَبْلَ الظُّهْرِ ,يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ ؟ قَالَ : "إِنْ شِئْتَ اكْتَفَيْتَ بِتَسْلِيمِ التَّشَهُّدِ ,وَإِنْ شِئْتَ فَصَلْتَ(شرح معانی الآثار، رقم الروایۃ ۱۹۷۲)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى :اخْتَلَفَ أَصْحَابُ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ، وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَرُوِى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ العُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوُ هَذَا، وَالصَّحِيحُ مَا رُوِىَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَرَوَى الثِّقَاتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ صَلَاةَ النَّهَارِ، وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّى بِاللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَبِالنَّهَارِ أَرْبَعًا، " وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي ذَلِكَ، فَرَأَى بَعْضُهُمْ :أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ ، وقَالَ بَعْضُهُمْ :صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَرَأَوْا صَلَاةَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ أَرْبَعًا، مِثْلَ الأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَغَيْرِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقَ (سنن الترمذی،بَابٌ :أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى)

وَرَوَى أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ، وَمَنْ مَعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اهـ، وَلَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مَحْمُولٌ عَلَى تَسْلِيمِ التَّشَهُّدِ حَيْثُ يَقُولُ :السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّ عِنْدَ التَّسْلِيمِ بِالْخُرُوجِ عَنِ الصَّلَاةِ لَا يَنْوِى الْأَنْبِيَاءَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ (مرقاة، كتاب الصلاة، بَابُ الدُّعَاءِ فِى التَّشَهُّدِ)

(فرع) فى مسائل تتعلق بالسنن الراتبة (إحداها) قد سبق أنه إذا صلى اربعا قبل الظهر أو بعدها أو قبل العصر يستحب أن يكون بتسليمتين وتجوز بتسليمة بتشهد وبتشهدين فإذا صلى اربعا بتسليمتين ينوى بكل ركعتين ركعتين من سنة الظهر وإذا صلاها بتسليمة وتشهدين فقد سبق فى باب صفة الصلاة خلاف فى انه هل يسن قراءة السورة فى الاخيرتين كالخلاف فى الفريضة(المجموع شرح المهذب، ج۴ص۲۶)

ثم الأربع قبل الظهر بتسليمة واحدة عندنا لما روى أبو داود والترمذى فى الشمائل عن أبى أيوب الأنصارى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ظہر کے فرضوں سے پہلے سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھنے کا حکم

ظہر کی نماز سے پہلے کی سنتوں کا اصل وقت فرضوں سے پہلے ہے، اور بعض احادیث میں ان کو پڑھنے کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ نماز سے پہلے آسمان یا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس لئے کوشش واہتمام کر کے ان کو فرضوں سے پہلے ہی پڑھنا چاہئے، اور اگر وقت تنگ ہو تو کم از کم دو رکعتوں کو ہی پڑھ لینا چاہئے (جن کا بعض احادیث میں ذکر ہے) اور اگر کوئی ظہر سے پہلے نہ پڑھ سکے تو ان کو ظہر کی نماز کے بعد پڑھنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :(أربع قبل الظهر لیس فیهن تسلیم تفتح لهن أبواب السماء) ، وعند الشافعی ومالک وأحمد :یصلیها بتسلیمتین، واحتجوا بحدیث أبی هریرة، رضی الله تعالی عنه :(أنه صلی الله علیه وسلم کان یصلیهن بتسلیمتین) ، والجواب عنه أن معنی قوله :(بتسلیمتین) یعنی بتشهدین، فسمی التشهد تسلیما لما فیه من السلام، کما سمی التشهد لما فیه من الشهادة، وقد روی هذا التأویل عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه(عمدة القاری، کتاب التطوع ،باب التطوع بعد المکتوبة)

(قوله علی اختیار الحلبی وغیره) حیث قال فی شرح المنیة :أما إذا شرع فی الأربع التی قبل الظهر وقبل الجمعة أو بعدها ثم قطع فی الشفع الأول أو الثانی یلزمه قضاء الأربع باتفاق لأنها لم تشرع إلا بتسلیمة واحدة، فإنها لم تنقل عنه -علیه الصلاة والسلام -إلا کذلک، فهی بمنزلة صلاة واحدة، ولذا لا یصلی فی القعدة الأولی ولا یستفتح فی الثالثة(ردالمحتار، ج۲ص ۱۳، باب الوتر والنوافل)

والتطوع قبل الظهر أربع رکعات لا فصل بینهن إلا بالتشهد، یرید به أنه یصلیها بتسلیمة واحدة وتحریمة واحدة، ولو أداها بتحریمتین لا یکون معتداً بها عندنا، والأصل منه حدیث أبی أیوب الأنصاری رضی الله عنه، قال :کان رسول الله صلی الله علیه وسلّمیصلی بعد الزوال أربع رکعات، یطیل فیهن القراء ة، فقلت له ما هذه الصلاة التی تدوم علیها یا رسول الله، فقال :هذه ساعة تفتح فیها أبواب السماء وما من شیء إلا وهو یسبح الله تعالی فی هذه الساعة، فأحب أن یصعد لی فیها عمل صالح ، فقلت أفی کلهن قراء ة، فقال :نعم فقلنا بتسلیمتین أم بتسلیمة واحدة، فقال :بتسلیمة واحدة ، وبعد الظهر رکعتان لحدیث عائشة رضی الله عنها(المحیط البرهانی ج ۱ ص ۴۴۴،کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی التطوع قبل الفرض وبعده وفواته عن وقته وترکه بعذر وبغیر عذر)

ثم فی هذه الأربع بتسلیمة واحدة عندنا، وعند الشافعی بتسلیمتین واحتج بحدیث ابن عمر -رضی الله عنه -أنه ذکر اثنتی عشرة رکعة کما ذکرت عائشة إلا أنه زاد وأربعا قبل الظهر بتسلیمتین، ولنا حدیث أبی أیوب الأنصاری أنه قال :کان النبی -صلی الله علیه وسلم -یصلی بعد الزوال أربع رکعات فقلت :ما هذه الصلاة التی تداوم علیها یا رسول الله؟ فقال :هذه ساعة تفتح فیها أبواب السماء فأحب أن یصعد لی فیها عمل صالح فقلت :أفی کلهن قراء ة؟ قال :نعم فقلت :بتسلیمة أم بتسلیمتین؟ فقال بتسلیمة واحدة ، وهذا نص فی الباب، والتسلیم فی حدیث ابن عمر عبارة عن التشهد؛ لما فیه من السلام کما فیه من الشهادة علی ما مر(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۵، فصل الصلاة المسنونة)

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا (ترمذی، رقم الحدیث ۴۲۶) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار سنتیں نہیں پڑھتے تھے، تو اُن کو ظہر (کے فرضوں) کے بعد پڑھا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے ہی مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۱۵۸) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں رہ جاتی تھیں، تو اُن کو ظہر (کے فرضوں) کے بعد کی دو رکعتوں کے بعد پڑھا کرتے تھے (ابنِ ماجہ)

اور عبدالرحمٰن ابنِ ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَهَا

(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۰۲۶، كتاب الصلاة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں رہ جاتی تھیں، تو اُن کو ظہر (کے فرضوں) کے بعد پڑھا کرتے تھے (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)

اور جلیل القدر محدث حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ فَاتَتْهُ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَهَا (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۰۲۷)

---

[۱] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَرَوَاهُ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ نَحْوَ هَذَا، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا.

[۲] قال ابن ماجه: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ :لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ.

وقال الصنعانی: رواه ابن ماجه بإسناد فيه قيس بن الربيع وقد وثق، وبقية الإسناد ثقات (فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار، للحسن بن أحمد الصنعانی، تحت رقم الحديث ۱۳۸۱، باب قضاء سنة الظهر)

وقال محمد بن طاهر المقدسی: رواه قيس بن الربيع :عن شعبة، عن خالد الحذاء، عن عبدالله بن، شقيق، عن عائشة .وقيس ضعيف، وهذا لم يحدث به عن قيس غير عاصم بن علی (ذخيرة الحفاظ، تحت رقم الحديث ۳۹۷۴)

ترجمہ: جس کی ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں رہ جائیں، تو وہ اُن کو ظہر (کے فرضوں) کے بعد پڑھے (مصنف ابنِ ابی شیبۃ)

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كَانَ يُسْتَحَبُّ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ أَنْ يُصَلِّيَ تِلْكَ الْأَرْبَعَ بَعْدَ الظُّهْرِ

(مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۴۸۳۱)

ترجمہ: جب ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں رہ جائیں، تو ان چار رکعتوں کو ظہر کے بعد پڑھنا مستحب ہے (مصنف عبدالرزاق)

اس قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ اگر ظہر کے فرضوں سے پہلے کی سنتیں رہ جائیں، تو اُن کو فرضوں کے بعد پڑھنا چاہئے۔

اور ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو فرضوں کے بعد دو سنتوں سے پہلے اور دو سنتوں کے بعد دونوں طریقوں سے پڑھنا جائز ہے، البتہ ان کو بعد کی دو سنتوں کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ؎۱

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم محمد رضوان ۲۹/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ - 22/فروری 2012ء بروز بدھ

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

؎۱ (وَالْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ يَقْضِيهَا بَعْدَهَا) قَالَتْ عَائِشَةُ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ قَضَاهَا بَعْدَ الظُّهْرِ ، وَلِأَنَّ الْوَقْتَ وَقْتُ الظُّهْرِ وَهِيَ سُنَّةُ الظُّهْرِ، ثُمَّ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ يَقْضِيهَا قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ لِأَنَّهَا شُرِعَتْ قَبْلَهَا، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ بَعْدَهَا لِأَنَّهَا فَاتَتْ عَنْ مَحَلِّهَا، فَلَا يُفَوِّتُ الثَّانِيَةَ عَنْ مَحَلِّهَا أَيْضًا، وَهَذَا بِخِلَافِ سُنَّةِ الْعَصْرِ، لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِثْلَهَا فِي التَّأْكِيدِ، وَلِنَهْيِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (الاختيار لتعليل المختار، ج ۱، ص ۶۵)

قَوْلُهُ وَقَضَى الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهِ قَبْلَ شَفْعِهِ) بَيَانٌ لِشَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا الْقَضَاءُ وَالثَّانِي مَحَلُّهُ أَمَّا الْأَوَّلُ فَفِيهِ اخْتِلَافٌ وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا تُقْضَى كَمَا ذَكَرَهُ قَاضِي خَانْ فِي شَرْحِهِ مُسْتَدِلًّا بِمَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ قَضَاهُنَّ بَعْدَهُ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ أَنَّهَا سُنَّةٌ لَا نَفْلٌ مُطْلَقٌ وَذَكَرَ قَاضِي خَانْ أَنَّهُ إِذَا قَضَاهَا فَهِيَ لَا تَكُونُ سُنَّةً عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا سُنَّةٌ وَتَبِعَهُ الشَّارِحُ وَتَعَقَّبَهُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ بِأَنَّهُ مِنْ تَصَرُّفِ الْمُصَنِّفِينَ فَإِنَّ الْمَذْكُورَ مِنْ وَضْعِ الْمَسْأَلَةِ الِاتِّفَاقُ عَلَى قَضَاءِ الْأَرْبَعِ وَإِنَّمَا الِاخْتِلَافُ فِي تَقْدِيمِهَا أَوْ تَأْخِيرِهَا وَالِاتِّفَاقُ عَلَى أَنَّهَا تُقْضَى اتِّفَاقٌ عَلَى وُقُوعِهَا سُنَّةً إلَى آخِرِ مَا ذَكَرَهُ وَأَمَّا الثَّانِي فَاخْتُلِفَ فِيهِ النَّقْلُ عَنْ الشَّيْخَيْنِ فَذَكَرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْحُسَامِيِّ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ يُقَدِّمُ الرَّكْعَتَيْنِ وَمُحَمَّدٌ يُؤَخِّرُهُمَا وَفِي الْمَنْظُومَةِ وَشُرُوحِهَا عَلَى الْعَكْسِ وَفِي غَايَةِ الْبَيَانِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ الْإِمَامَيْنِ رِوَايَتَانِ وَرَجَّحَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ تَقْدِيمَ الرَّكْعَتَيْنِ لِأَنَّ الْأَرْبَعَ فَاتَتْ عَنْ الْمَوْضِعِ الْمَسْنُونِ فَلَا يَفُوتُ الرَّكْعَتَيْنِ عَنْ مَوْضِعِهِمَا قَصْدًا بِلَا ضَرُورَةٍ اهـ (البحرالرائق، ج ۲، ص ۸۱، بَابُ إِدْرَاكِ فَرِيضَةِ الصَّلَاةِ)

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اپنی مثال دیکھنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيۡنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ يَوۡمًا فَقَالَ: إِنِّیۡ رَأَيۡتُ فِیۡ الۡمَنَامِ كَأَنَّ جِبۡرِيۡلَ عِنۡدَ رَأۡسِیۡ وَمِيۡكَائِيۡلَ عِنۡدَ رِجۡلَیَّ، يَقُوۡلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِہٖ: اِضۡرِبۡ لَہٗ مَثَلًا . فَقَالَ لَہٗ: اِسۡمَعۡ سَمِعَتۡ أُذُنُکَ، وَاعۡقِلۡ عَقَلَ قَلۡبُکَ، إِنَّمَا مَثَلُکَ وَمَثَلُ أُمَّتِکَ، كَمَثَلِ مَلِکٍ اِتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنٰی فِيۡهَا بَيۡتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيۡهَا مَأۡدُبَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُوۡلًا يَدۡعُوۡ النَّاسَ إِلٰی طَعَامِهِمۡ، فَمِنۡهُمۡ مَنۡ أَجَابَ الرَّسُوۡلَ، وَمِنۡهُمۡ مَنۡ تَرَکَ، فَاللّٰہُ هُوَ الۡمَلِکُ، وَالدَّارُ الۡإِسۡلَامُ، وَالۡبَيۡتُ الۡجَنَّةُ، وَأَنۡتَ يَا مُحَمَّدُ الرَّسُوۡلُ مَنۡ أَجَابَکَ دَخَلَ الۡإِسۡلَامَ، وَمَنۡ دَخَلَ الۡإِسۡلَامَ دَخَلَ الۡجَنَّةَ، وَمَنۡ دَخَلَ الۡجَنَّةَ أَكَلَ مِنۡهَا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۲۹۹، باسناد صحيح)

ترجمہ: ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ جبریل میرے سَر کے پاس ہیں، اور میکائیل میرے پیروں کے پاس ہیں، اُن میں سے ایک (فرشتہ) دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ ان کی مثال بیان کرو۔ پھر اُس فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپ (توجہ سے) سُنئیے، آپ کے کان سُنتے ہیں، اور آپ سمجھئے، آپ کا دل سمجھتا ہے (یعنی سوئے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ کے کان سُننے اور دل سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں) بس آپ کی مثال اور آپ کی امت کی مثال اُس بادشاہ کی طرح ہے، جس نے ایک ملک تیار کیا، جس میں ایک گھر بنایا، پھر اُس میں دسترخوان لگایا، پھر ایک قاصد (داعی) کو بھیجا، جو لوگوں کو کھانے کی طرف بُلاتا ہے، پس بعض لوگوں نے تو قاصد (داعی) کی دعوت کو قبول کیا اور بعضوں نے قبول

Idara Ghufran

نہیں کیا، پس اللہ تو بادشاہ ہے، اور ملک اسلام ہے، اور گھر جنت ہے، اور آپ اے محمد، رسول وقاصد (وداعی) ہیں، جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، وہ اسلام میں داخل ہوا، اور جو اسلام میں داخل ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو جنت میں داخل ہوگا، تو وہ جنت کے دسترخوان سے کھائے گا (مستدرک حاکم)

اور بخاری کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَالدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری، رقم الحديث ۷۲۸۱)

ترجمہ: پس گھر تو جنت ہے، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، تو اُس نے اللہ کی اطاعت کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے) اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، تو اُس نے اللہ کی نافرمانی کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انکار کرنا اللہ ہی کا انکار کرنا ہے) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق (کرنے والے) ہیں (کہ کون اللہ کی دعوت کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ورضا کو حاصل کرتا ہے، اور کون انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی میں مبتلا ہوتا ہے) (بخاری)

اور حضرت ربیعہ جرشی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَيِّدٌ بَنٰى دَارًا وَصَنَعَ مَأْدُبَةً فَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ، وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ، وَمَنْ لَمْ يَجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ، وَلَمْ يَنَلِ الْمَأْدُبَةَ، وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ، فَالسَّيِّدُ اَللّٰهُ، وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَأْدُبَةُ الْجَنَّةُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۴۵۹۷، واللفظ لهٗ؛ سنن الدارمي، رقم الحديث ۱۱؛ ترمذي، رقم الحديث ۲۸۶۰)

ترجمہ: ایک بادشاہ نے گھر بنایا اور دسترخوان لگایا، پھر ایک دعوت دینے والے کو بھیجا، پس جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول کیا، تو وہ گھر میں داخل ہوگا، اور دسترخوان سے کھائے گا،

Idara Ghufran

اور اس سے بادشاہ راضی ہوگا، اور جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول نہیں کیا، تو وہ نہ گھر میں داخل ہوگا، اور نہ دسترخوان سے کھائے گا اور اُس پر بادشاہ ناراض ہوگا، پس بادشاہ تو اللہ تعالیٰ ہیں، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور دسترخوان جنت ہے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کا مضمون حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے (ملاحظہ ہو: ترمذی، رقم الحدیث ۲۸۶۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب اور اس کی مثال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت وتاکید اور فضیلت اور آپ کی نافرمانی کی مذمت وبُرائی معلوم ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دودھ نوش فرمانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ كَأَنِّيْ أُعْطِيْتُ عُسًّا مَمْلُوْءًا لَبَنًا، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى تَمَلَّأْتُ، فَرَأَيْتُهَا تَجْرِيْ فِيْ عُرُوْقِيْ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَفَضَلَتْ مِنْهَا فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ " قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ حَتّٰى إِذَا تَمَلَّأْتَ مِنْهُ، فَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتَهَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَصَبْتُمْ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۶۸۵۴ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا، میں نے اُس سے پیا، یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا، میں نے دیکھا کہ دودھ میری رَگوں میں کھال اور گوشت کے درمیان چل رہا ہے، اُس میں سے کچھ بچ گیا، تو میں نے وہ ابوبکر کو دے دیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ علم ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب آپ اُس سے سیر ہوجائیں گے، اُس میں سے جو کچھ بچے گا وہ آپ حضرت ابوبکر کو عطا فرمادیں گے؛ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بالکل درست کہا (ابنِ حبان)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : اَلعِلْمُ (ترمذی، رقم الحديث ۲۲۸۴، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاکم،

رقم الحدیث ۴۴۹۶ باسناد صحیح)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، اچانک (خواب میں) میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، جس کو میں نے پی لیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم (ترجمہ ختم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے جہاں ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں دودھ کا نوش کرنا علم کے حاصل ہونے کی نشانی ہے۔

اور بعض احادیث میں خواب میں دودھ کے دیکھنے کو فطرت قرار دیا گیا ہے (کما فی: مسند بزار، رقم الحدیث ۱۰۰۵۹، مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۰۵۱۲)

جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو فطری طور پر اُس کی غذا دودھ ہوتی ہے، اس لئے دودھ کا دیکھنا عالمِ دنیا کے اعتبار سے فطرت کے مطابق ہے، اور خواب میں دودھ کے دیکھنے سے توحید کا علم مراد ہے، کیونکہ توحید کا علم بھی فطرت کے مطابق ہے (کذافی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۶۷۷)

پس جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ دودھ نوش کررہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی مضبوطی اور علمِ توحید عطا فرمائیں گے (کذافی: التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج۲، ص۳۳۵، حرف اللام)

خواب میں لوگوں کو کرتہ وقمیص پہنے ہوئے دیکھنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اِجْتَرَّهُ، قَالُوْا : فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اَلدِّيْنَ (بخاری، رقم الحدیث ۳۶۹۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) کچھ لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے پیش کئے گئے کہ اُن کے اوپر قمیص (کُرتے) ہیں، بعض کی قمیص چھاتی تک ہے، اور بعض کی اس سے نیچے تک ہے، اور میرے

سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) کو پیش کیا گیا، جن پر لمبی قمیص تھی جس کو وہ (زمین سے اُٹھانے کے لئے) کھینچ (اور سنبھال) رہے تھے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللّٰہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین (بخاری، مسلم، ترمذی)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے معلوم ہوا کہ خواب میں کسی کو قمیص و کُرتہ پہنے ہوئے دیکھنا دین کی نشانی ہے، اور جتنی لمبی قمیص ہوگی، اُس کا دین بھی اتنا ہی وسیع ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے آپ کی خلافت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دین کے دائرہ کو وسیع فرمادیا تھا، اور آپ کے ذریعے سے دین کی عظیم فتوحات عطا فرمائی تھیں، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خواب اور اس کی تعبیر کے عین مطابق تھا (کذافی: مرقاۃ، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت عثمان کو دیکھنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ وُزِنُوْا، فَوُزِنَ أَبُوْ بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَنَقَصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٦٦٠٤ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا، پس ابوبکر کا وزن کیا گیا، تو وہ وزن دار ثابت ہوئے، پھر عمر کا وزن کیا گیا، تو وہ بھی وزن دار ثابت ہوئے، پھر عثمان کا وزن کیا گیا، تو ہمارے یہ صحابی (اُن دونوں سے وزن میں) ہلکے ثابت ہوئے، اور وہ (یعنی حضرت عثمان) بھی نیک صالح ہیں (مسند احمد)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اور ساتھ ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، اس فرق کے ساتھ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ پہلے دونوں خلفائے راشدین کے بعد ہے۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام ودرجے کا معاملہ ہے تو اس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ اُن کے مقام ومرتبہ کا عظیم الشان ہونا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(جاری ہے......)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۰)

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب کی تعبیر دینا

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل کے قیدیوں کو پیغمبرانہ اسلوب سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور بت پرستی کی برائی کی تبلیغ کی، تو اس کے بعد اصل مقصد یعنی خواب کی تعبیر کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ تم دونوں کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں سے ایک تو رِہا ہو جائے گا، اور پھر اپنی ملازمت پر بھی برقرار رہ کر بادشاہ کی خدمت کرے گا، دوسرے پر جرم ثابت ہو کر اس کو سولی دی جائے گی، اور جانور اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔
چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِہٖ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ (سورۃ یوسف آیت ۴۱)

ترجمہ: اے قید خانہ کے رفیقو تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا پھر اس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے اس کام کا فیصلہ ہو گیا ہے جس کی تم تحقیق چاہتے تھے۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ ان دونوں کے خواب الگ الگ تھے، اور ہر ایک تعبیر متعین تھی، اور یہ متعین تھا کہ شاہی ساقی رِہا ہو کر اپنی ملازمت پر پھر فائز ہوگا، اور باورچی کو سولی دی جائے گی، مگر پیغمبرانہ شفقت کی وجہ سے متعین کر کے نہیں بتلایا کہ تم میں سے فلاں کو سولی دی جائے گی، تاکہ وہ ابھی سے غم میں نہ گھلے، بلکہ اجمالی طور پر یوں فرمایا کہ تم میں سے ایک رہا ہو جائے گا، اور دوسرے کو سولی دی جائے گی۔
آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے تمہارے خوابوں کی جو تعبیر دی ہے، یہ محض اٹکل اور تخمینہ سے نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، جو ٹل نہیں سکتا۔ ۱

---

۱ یا صاحبی السجن أما أحدکما وھو صاحب الشراب فیسقی ربہ یعنی الملک خمرا والعناقید الثلاثۃ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

پھر جس شخص کے متعلق حضرت یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر کے ذریعہ سے یہ سمجھے تھے کہ وہ رہا ہوگا، تو اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم آزاد ہوکر جیل سے باہر جاؤ، اور شاہی دربار میں رسائی ہو، تو اپنے بادشاہ سے میرا بھی ذکر کردینا کہ وہ بے گناہ قید میں پڑا ہوا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ. فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ(سورة یوسف آیت ۴۲)

ترجمہ: اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پاجائے گا، اس سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا، لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثلاثة ايام يبقى فى السجن ثم يدعوه الملك بعد ثلاثة ايام ويرده الى منزلته التى كان عليها وأما الآخر يعنى الخباز فيصلب بعد ثلاثة ايام والسلال الثلاث ثلاثة ايام يبقى فى السجن ثم يخرجه فيصلبه فتأكل الطير من رأسه قلت ولعل ذلك لاجل ما راى وجرب ان الخباز جعل الطعام مسموما دون الساقى كما مر فى القصة(التفسير المظهرى، ج۵ص۱۶۵، تحت آیت ۴۱ من سورة یوسف)

يقول لهما :(يا صاحبى السجن أما أحدكما فيسقى ربه خمرا) وهو الذى رأى أنه يعصر خمرا، ولكنه لم يعينه لئلا يحزن ذاك، ولهذا أبهمه فى قوله :(وأما الآخر فيصلب فتأكل الطير من رأسه) وهو فى نفس الأمر الذى رأى أنه يحمل فوق رأسه خبزا.

ثم أعلمهما أن هذا قد فرغ منه، وهو واقع لا محالة؛ لأن الرؤيا على رجل طائر ما لم تعبر، فإذا عبرت وقعت(تفسير ابنِ كثير، ج۴ص۳۹۰، تحت آیت ۴۱ من سورة یوسف)

جن حضرات مفسرین نے ان لوگوں کے خوابوں کو غلط اور بناوٹی کہا ہے، انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خوابوں کی تعبیر بتلائی تو یہ دونوں بول اٹھے کہ ہم نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا، محض بات بنائی تھی، اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے تم نے یہ خواب دیکھا یا نہیں دیکھا، اب واقعہ یوں ہی ہوگا۔

مقصد یہ ہے کہ جھوٹا خواب بنانے کا گناہ کو جو ارتکاب تم نے کیا تھا، اب اس کی سزا یہی ہے، جو تعبیر خواب میں بیان ہوئی۔

قال ابن مسعود رضى الله عنه لما سمعا قول يوسف عليه السلام قالا ما راينا شيئا انما كنا نلعب -فقال يوسف عليه السلام قضى الأمر الذى فيه تستفتيان يعنى جرى قضاء الله سبحانه فى الأمر الذى تستفتيان فيه -يعنى فى ما يؤل اليه امر كما -كما قلت وأخبرتكما به رايتما او لم تريا -وحد الضمير لانهما وان استفتيا فى أمرين لكنهما أرادا ظهور عاقبة ما ينزل بهما(التفسير المظهرى، ج۵ص۱۶۵، تحت آیت ۴۱ من سورة یوسف)

وقال الثورى، عن عمارة بن القعقاع عن إبراهيم، عن عبد الله قال :لما قالا ما قالا وأخبرهما، قالا ما رأينا شيئا .فقال :(قضى الأمر الذى فيه تستفتيان)ورواه محمد بن فضيل عن عمارة، عن إبراهيم، عن علقمة، عن ابن مسعود به، وكذا فسره مجاهد، وعبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وغيرهم .وحاصله أن من تحلم بباطل وفسره، فإنه يلزم بتأويله، والله أعلم(تفسير ابنِ كثير، ج۴ص۳۹۰، ۳۹۱، تحت آیت ۴۱ من سورة یوسف)

بھلا دیا اور یوسف کئی برس جیل خانے ہی میں رہے۔

مگر اس شخص کو آزاد ہونے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ بات یاد نہ رہی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آزادی میں اور دیر لگی، اور اس واقعہ کے بعد چند سال مزید قید میں رہے۔ [1]

(جاری ہے............)

---

[1] یہاں قرآن مجید میں لفظ ''بضع سنین'' آیا ہے، یہ لفظ تین سے لے کر نو تک صادق آتا ہے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سات سال مزید قید میں رہنے کا اتفاق ہوا۔

فلبث مكث يوسف فى السجن بضع سنين قال قتادة هو ما بين الثلاث الى التسع من البضع وهو القطع -وقال مجاهد ما بين الثلاث الى السبع -واكثر المفسرين على انه لبث فى السجن سبع سنين -قال وهب أصاب أيوب البلاء سبع سنين وترک يوسف فى السجن سبع سنين -قال الكلبى لبث خمس سنين قبل ذلک وسبعا بعد قوله اذكرنى عند ربک فكل ذلک اثنتا عشرة سنة -قلت قوله تعالى دخل معه السجن فتيان تدل على معية دخولهما دخوله لما ذكرنا -وإذا كان لبث الفتيين فى السجن ثلاثة ايام فلا يتصور لبث يوسف خمس سنة قبل ذلک القول والله اعلم(التفسير المظهرى، ج۵ص ۱۶۵، ۱۶۶، تحت آیت ۴۱ من سورة يوسف)

وأما "البضع"، فقال مجاهد وقتادة :هو ما بين الثلاث إلى التسع .وقال وهب بن منبه :مكث أيوب فى البلاء سبعا ويوسف فى السجن سبعا، وعذاب بختنصر سبعا .وقال الضحاک، عن ابن عباس، رضى الله عنهما : فلبث فى السجن بضع سنين قال :ثنتا عشرة سنة .وقال الضحاک :أربع عشرة سنة(تفسير ابنِ كثير، ج۴ص ۳۹۱، ۳۹۲، تحت آیت ۴۱ من سورة يوسف)

یہاں پر بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے لئے ہر جائز کوشش بھی پسند نہیں فرماتے، کہ کسی انسان کو اپنی خلاصی کا ذریعہ بنائیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہونا ہی انبیاء کا اصلی مقام ہے، کیونکہ اسبابِ ظاہرہ سے اچھی غرض کے لئے مدد لینا اگرچہ جائز ہے، اور نبی کے عصمت کے بھی منافی نہیں، مگر نبی اور صدیق کے لئے اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ اسبابِ ظاہرہ سے اعراض کرے۔ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ تدبیر اسبابِ یقینیہ عادیہ سے نہ تھی، اس لئے عتاب آیا، اور تنبیہ وتادیب کی وجہ سے مزید چند سال زندان میں رہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کسی منہی عنہ کا ارتکاب نہیں کیا، جو عصمت کے منافی ہوتا، البتہ صدیقین اور مقربین کے لئے جس درجہ کا صبر اور توکل مناسب تھا، اس میں ذرا کمی آئی، اس کے لئے تکمیل کے لئے تنبیہ کردی گئی کہ صدیقین کے لئے اسبابِ ظنیہ کا ترک اولیٰ وافضل ہے (کذافی معارف القرآن عثمانی، ج۵، ومعارف القرآن ادریسی، ج۴)

اس کے برعکس بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا کہ ایسا ایک شخص، ہم کو اس طرح دینِ حق کی تلقین کرتا ہے، اور وہ اپنی ملت کو ہماری ملت سے جدا بتاتا، اور اس پر بہترین دلائل دیتا ہے۔

اور اس تفسیر کے صحیح ہونے کے لئے وہ یہ قرینہ بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان دو شخصوں کے درمیان صرف دو ہی باتوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے، ایک دعوت وتبلیغِ اسلام کا، اور دوسرے خواب اور اس کی تعبیر کا، تیسری کسی بات کا اشارہ تک نہیں، یعنی کسی اشارہ اور کنایہ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دو شخصوں کے سامنے اپنا قصہ بیان کیا ہو، اور ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہو، پھر بغیر ذکرِ سابق کے اس طرح ''اذکرنی عند ربک'' میں اجمال کے کیا معنیٰ؟

علاوہ ازیں اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے زندان سے باہر آنے کی طلب وجستجو کا یہ حال تھا تو جب ساقی کے یاد آنے اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر دینے کے بعد بادشاہ نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا، تو کیوں فوراً باہر نہ نکل آئے، اور تفتیشِ حال کا مطالبہ کیوں کیا، یہ تو رہائی کے بعد بھی ہوسکتی تھی، اور عصمت اور بے گناہی کا فیصلہ باہر آکر بھی کیا جاسکتا تھا (کذافی قصص القرآن للسیوہاروی، ج۱)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

شہد(HONEY)کے فوائد وخواص(قسط۲)

حضرت عامر بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ الدَّوَاءَ أَوِ الشِّفَاءَ مِنْ دَاءٍ نَزَلَ بِهٖ فَبَعَثَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَسَلٍ ، أَوْ بعُكَّةٍ مِّنْ عَسَلٍ (مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۳۳۱۵۹، واللفظ لهٗ؛ شعب الإيمان للبيهقى، رقم الحديث ۵۳۱)

ترجمہ: حضرت عامر بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک قاصد بھیجا، تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کسی مرض کی دواء یا شفاء کا معلوم کریں۔

تو اُن کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد یا شہد کی کُپی (بوتل) روانہ فرمائی (ترجمہ ختم)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہد روانہ فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ شہد میں شفاء ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْخَاصِرَةُ عِرْقُ الْكُلْيَةِ إِذَا تَحَرَّكَتْ آذَتْ صَاحِبَهَا فَدَاوُوْهَا بِالْمَاءِ الْمُحَرَّقِ وَالْعَسَلِ (مسند الحارث، رقم الحديث ۵۵۶؛ مستدرك حاكم، رقم الحديث ۸۲۳۷،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوکھ کا درد گُردے کی رَگ ہے، جب وہ حرکت کرتی ہے تو اُس آدمی کو تکلیف ہوتی ہے، تو تم اُس کی دواء اُبلے ہوئے پانی اور شہد سے کرو (ترجمہ ختم)

اُبلے ہوئے پانی سے مختلف کثافتیں اور مُضر اجزاء دُور ہو جاتے ہیں، اور جراثیم مَر جاتے ہیں، اور اس کے برخلاف مختلف کثافتوں، کدورتوں اور مُضر اجزاء وجراثیم پر مشتمل پانی گُردے کے لئے بطورِ خاص مُضر ہوتا ہے، اور کوکھ کے مخصوص درد کا تعلق گُردے کے ساتھ ہے، لہٰذا شہد جیسے صاف مشروب کے ساتھ صاف پانی کی آمیزش کرا کر اس کا علاج کیا گیا، تاکہ پانی کی کدورت شہد کی لطافت میں مُخل نہ بنے۔

بعض روایات میں شہد کو بارش کے صاف پانی کے ساتھ ملا کر استعمال کا ذکر آیا ہے۔

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِذَا اشْتَكَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا فَلْيَسْأَلِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ مِنْ صَدَاقِهَا، فَيَشْتَرِيْ بِهٖ عَسَلاً، فَيَشْرَبُهُ بِمَاءِ السَّمَاءِ، فَيَجْمَعُ اللّٰهُ الْهَنِيْءَ الْمَرِيْءَ، وَالْمَاءَ الْمُبَارَكَ، وَالشِّفَاءَ (مصنف ابن أبی شیبة،مَا قَالُوا فِی الْعَسَل، رقم الحدیث ۲۴۱۵۵)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو کسی چیز (یعنی بیماری وغیرہ) کی شکایت ہو، تو وہ اپنی بیوی کے مہر میں سے تین درہم (اس کی خوشدلی کے ساتھ) مانگ لے، پھر اُن کا شہد خریدے، پھر اُس کو بارش کے پانی کے ساتھ ملا کر پیے، تو اللہ تعالیٰ حلال، طیب اور مبارک پانی اور شفاء کو جمع فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت دوسری سندوں سے بھی مروی ہے (کذافی: الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، للنیسابوری، الشافعی، رقم الحدیث ۵۲۲، سورۃ النحل)

اور تین درہم کا ذکر بطورِ مثال کے ہے، ورنہ جتنی مالیت میں بھی ضرورت پوری ہونے کے لئے شہد خریدا جاسکتا ہو، اُتنی مقدار کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو محدثین نے حسن قرار دیا ہے۔ [1]

عورت کی خوشدلی کے ساتھ اس کے مہر کی رقم سے کچھ کھانے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حلال طیب، اور شہد کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شفاء قرار دیا ہے، اور آسمان کے پانی کو قرآن مجید میں مبارک فرمایا ہے۔

اس طرح سے ان تینوں چیزوں کے جمع ہونے سے یہ تینوں صفات جمع ہوجاتی ہیں، یعنی حلال طیب ہونا، شفاء ہونا اور مبارک ہونا۔

---

[1] اور اگرچہ یہ روایت موقوف ہے، مگر حکماً مرفوع ہے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید حضرت انس کی ایک مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو کہ آگے آتی ہے۔

وقال الحافظ ابن کثیر وروینا عن علی بن أبی طالب أنه قال: إذا أراد أحدکم الشفاء فلیکتب آیة من کتاب الله فی صحفة ولیغسلها بماء السماء ولیأخذ من امرأته درهما عن طیب نفس منها فلیشتر به عسلا فلیشربه لذلک فإنه شفاء، رواه ابن أبی حاتم فی تفسیره بسند حسن بلفظ إذا اشتکی أحدکم فلیستوهب من امرأته من صداقها فلیشتر به عسلا ثم یأخذ ماء السماء، یجمع هنیئا مریئا شفاء مبارکا (إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، للقسطلانی، کِتَابُ الطِّبِّ، باب الدواء بالعسل وقول الله تعالی، فیه شفاء للناس)

وَأَثَرُ عَلِيٍّ إِذَا اشْتَكَى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَوْهِبْ مِنَ امْرَأَتِهِ مِنْ صَدَاقِهَا فَلْيَشْتَرِ بِهِ عَسَلًا ثُمَّ يَأْخُذُ مَاءَ السَّمَاءِ فَيُجْمَعُ هَنِيئًا مَرِيئًا شِفَاءً مُبَارَكًا أخرجه بن أَبِي حَاتِمٍ فِي التَّفْسِيرِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، للعسقلانی، کِتَابُ الطِّبِّ، قَوْلُهُ بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُونِ)

Idara Ghufran

اوران تینوں کے جمع ہونے کی وجہ سے یہ مشروب شفاء وتسکین کا باعث بن جاتا ہے۔
(کذافی: بحر العلوم، للسمرقندی، سورة النساء ،تفسیر ابن کثیر، سورة النحل)

اوراگر بیوی کے مہر کی رقم سے شہد نہ خریدا جائے، بلکہ حلال مال سے خرید کر بارش کے پانی میں شامل کر کے استعمال کیا جائے، تب بھی ان شاءاللہ تعالیٰ شفاء کی اُمید ہے۔

ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

دِرُهَمٌ حَلَالٌ يَشْتَرِيُ بِهٖ عَسَلًا وَيَشْرَبُ بِمَاءِ الْمَطَرِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (تاریخ أصبهان، تحت ترجمة عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَسْنَوَيْهِ أَبُو بَكْرٍ الضَّرَّابُ)

ترجمہ: حلال درہم (روپیہ پیسہ) سے شہد خریدے، اوراس کو بارش کے پانی کے ساتھ پیئے، یہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے (ترجمہ ختم)

آسمان سے بارش کی شکل میں برسا ہوا پانی انتہائی مبارک ہے، لیکن اس کی اصل تاثیر وخصوصیت اس وقت تک ہے، جب اس میں زمینی کثافتوں اور کدورتوں کی ملاوٹ نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ شہد مختلف بیماریوں کے لئے شفاء ودواء ہے۔

ان گوناگوں خصوصیات واوصاف کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی شہد مرغوب تھا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ (بخاری، رقم الحديث ۵۶۸۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلواء (یعنی میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا (ترجمہ ختم)

(جاری ہے......)

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام قیمت:-/320

وتر کی نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت، وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اوراس کا ثبوت، وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اوراس کا طریقہ، اور وتر اور قنوت کے اہم مسائل۔ مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب و روز

☐...... جمعہ/۳/۱۰/۱۷/۲۴ کو متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

☐......۵/۱۲/۱۹/۲۶/ ربیع الاول اتوار کو بعد ظہر طلبہ و طالبات قرآنی شعبہ جات کے لیے بزمِ ادب و اصلاحی بیان کی مجلس اور بعد عصر ملفوظاتِ اکابر کی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

☐......۱۲/۲۶/ ربیع الاول اتوار کو دن دس تا ساڑھے گیارہ بجے خواتین کے لیے درسِ قرآن کی مجالس منعقد ہوئیں۔

☐......۱۲/ ربیع الاول کے درس قرآن کی مجلس سیرت پر وعظ کی صورت میں ہوئی، جس میں حضور ﷺ کے مسلمانوں پر حقوق اور مروجہ منکرات کی اصلاح پر بیان ہوا۔

☐......۱۶/ ربیع الاول، جمعرات بعد عصر بندہ امجد کے والد مولانا عبداللطیف صاحب کو سر چکرا کر گرنے کی وجہ سے سر پر چوٹ آ گئی، دل کی دھڑکن بے قابو ہوگئی (دل کا عارضہ لاحق ہے) سول ہسپتال، راولپنڈی میں زیرِ علاج رہے، اب بحمداللہ حالت مائل بہ سکون ہے، قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

☐......۲۲/ ربیع الاول، بروز بدھ حضرت مدیر صاحب کی بھانجی، جناب عابد خان (گرین آٹو والوں) کی بیٹی، پڑوس میں شادی کی تقریب میں ہوائی فائرنگ سے اندھی گولی کا شکار ہو کر فوت ہوگئیں، رات بعد عشاء گھر کے چھت پر گئیں، باہر گلی سے گولی آ کر سر سے آر پار ہوگئی، حضرت مدیر صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی، مرحومہ شادی شدہ تھی، ایک بچے کی ماں تھی، اس حادثے کے بعد آپریشن سے دوسرے بچے کی صحیح سلامت ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کے لیے اس جوانمرگی کو باعثِ مغفرت بنائے، نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ زندگی دے، نیک صالح بنائے۔

☐......۲۵/ ربیع الاول، ہفتہ مولانا عبدالسلام صاحب نشر و اشاعت کے سلسلہ میں سرگودھا، فیصل آباد کے سفر پر گئے۔

☐......۲۷/ ربیع الاول، پیر مولانا عبدالسلا صاحب (ناظم ماہنامہ التبلیغ) کے قریبی عزیز ہری پور میں فوت ہوئے آپ جنازے میں تشریف لے گئے، رات کو واپسی ہوئی اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/جنوری 2012ء، بمطابق 26 صفر المظفر 1433ھ: پاکستان: ای سی سی کا اجلاس، ٹریکٹر پر سیلز ٹیکس کی شرح کم کر کے 5 فیصد کرنے کی منظوری ✍ 22/جنوری: پاکستان: لاہور، دوا کاری ایکشن، مزید 10 مریض ہلاک، تعداد 24 ہوگئی، تحقیقاتی کمیٹی قائم ✍ 23/جنوری: شام: منحرف فوج دوما میں داخل، شدید لڑائی جاری، 10 ہلاک، عرب لیگ کے مبصر مشن میں ایک ماہ کی توسیع ✍ 24/جنوری: پاکستان: نجی املاک پر فوجی قبضہ غیر قانونی ہے، سوات میں باغات اور زمین واپس دلائی جائے، سپریم کورٹ ✍ 25/جنوری: مصر میں فوج نے ایمرجنسی کے خاتمے کا اعلان کر دیا، اطلاق آج سے شروع ہوگا، لیکن کسی لڑائی یا غنڈہ گردی کی صورت میں ایمرجنسی نافذ ہوسکتی ہے ✍ 26/جنوری: پاکستان: ایبٹ آباد، فاسفیٹ کی کان بیٹھ گئی، 14 مزدور جاں بحق ● سورج پر موسمیاتی تبدیلیوں کے نظر انداز ہونے کی وجہ سے مقناطیسی لہروں کا بڑا طوفان زمین کے مقناطیسی میدان سے ٹکرا گیا، بجلی نظام متاثر ہونے کا خدشہ ✍ 27/جنوری: پاکستان: ادویات کاری ایکشن، مزید 4 مریض جاں بحق، ہائیکورٹ نے وفاقی اور صوبائی سیکرٹری صحت سے جواب طلب کر لیا ✍ 28/جنوری: بھارت کے بغیر پائلٹ طیارے کی دوسری آزمائشی پرواز، طیارے لکشا ٹو نے سطح سمندر سے 15 میٹر کی بلندی پر 30 منٹ تک پرواز کی ✍ 29/جنوری: فرانس کے بعد ہالینڈ نے بھی برقع پہننے پر پابندی لگادی، پابندی چہرہ چھپانے والی ہر چیز پر ہوگی، وزیراعظم ✍ 30/جنوری: قطر میں امریکہ اور طالبان کے مذاکرات شروع، افغانستان اور پاکستان کی سعودی عرب میں الگ مذاکرات کی کوشش ✍ 31/جنوری: دوحہ مذاکرات: طالبان نے جنگ بندی کا مطالبہ مسترد کر دیا، جنگ غیر ملکی افراد کے نکلنے پر بند ہوگی، سعودی عرب میں مذاکرات متوقع ✍ یکم/فروری: پاکستان: پٹرول 5.37 ڈیزل 4.54 مٹی کا تیل 2.78 روپے فی لیٹر مہنگا، سی این جی کی قیمت 72 پیسے، ایل پی جی کی 14 روپے کلو بڑھ گئی ✍ 02/فروری: پاکستان: لاہور، موت کا سبب بننے والی دوا کا پتہ چل گیا، بنانے والی فیکٹری سیل، لندن کی لیبارٹری نے ''آئسوٹیب'' کو غیر معیاری قرار دے دیا ✍ 03/فروری: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے 10 محکمے وزراء اور مشیروں کو سونپ دیئے ✍ 04/فروری: پاکستان: 20 ویں ترمیم، حکومت اور اپوزیشن اتفاق رائے کے قریب، ن لیگ کے 4 مطالبات ✍ 05/فروری: پاکستان: یورپ میں شدید ترین سردی، ہلاکتیں 250 ہوگئیں ✍ 06/فروری: (تعطیلِ اخبارات) ✍ 07/فروری: پاکستان: ضمنی انتخابات میں کامیاب 3 وفاقی وزراء سمیت 28 ارکان کی رکنیت معطل، یہ نہیں ہوسکتا کہ آئین ایک جانب رکھ کر نظام چلایا جائے، سپریم کورٹ ✍ 08/فروری: مالدیپ، پولیس کی بغاوت کے بعد صدر نشید مستعفی ✍ 09/فروری

Idara Ghufran

:پاکستان: یورپی کونسل، پاکستان کے لئے 5 سالہ سٹریجک معاہدہ کی منظوری ☜10 /فروری: پاکستان: رواماہ کے تیسرے ہفتے ووٹر لسٹیں آویزاں کرنے کا اعلان، 8 کروڑ ووٹرز کا اندراج، فہرستیں 50 ہزار مقامات پر آویزاں کی جائیں گی ☜11 /فروری: پاکستان: حساس اداروں کو لاپتہ افراد پیر کو پیش کرنے کا حکم، کون اتنا طاقتور ہے جو حکم نہیں مان رہا، چیف جسٹس ☜12 /فروری: پاکستان: شرح سود 12 فیصد برقرار، حکومتی قرضوں سے مہنگائی مزید بڑھے گی، بدامنی وتوانائی کی قلت سے معیشت کو خطرہ ہے، 6 ماہ میں مالیاتی خسارہ 532 ارب ہوگیا، زرِ مبادلہ ذخائر مسلسل گر رہے ہیں، سٹیٹ بینک کی مانیٹری پالیسی کا اعلان ☜13 /فروری: پاکستان: وفاقی حکومت نے حفاظتی ویکسین کی خریداری روک دی، ایک کروڑ دس لاکھ خواتین اور بچے متاثر ہونے کا خدشہ، 18 ویں ترمیم کے بعد وزارتِ صحت کی صوبوں کو منتقلی کے باعث حفاظتی ٹیکوں کا قومی توسیعی پروگرام خطرے میں پڑ گیا ☜ 14 /فروری: پاکستان: خفیہ ایجنسیوں کی تحویل میں سے 7 لاپتہ افراد بازیاب، سپریم کورٹ نے چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا کے حوالے کردیئے ☜15 /فروری: پاکستان: نگران سیٹ اپ کے لئے حکومت، اپوزیشن اتفاق لازمی، قومی اسمبلی میں 20 ویں ترمیم کی متفقہ منظوری ☜16 /فروری: پاکستان: پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، اسمبلیوں نے ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی قائم کرنے کا اختیار وفاق کو دے دیا ☜ 17 /فروری: پاکستان: سینٹ الیکشن، پنجاب سے اعتراز، اسحاق ڈار، بابر اعوان سمیت 12 امیدوار بلامقابلہ منتخب ☜18 /فروری: پاکستان: پاراچنار میں مسجد کے بارہ خودکش دھماکہ، 27 جاں بحق ☜ 19 /فروری: انڈیا: گودھرا ٹرین آتشزدگی، گرفتار 63 افراد 9 سال بعد رہا ☜20 /فروری: پاکستان: غیر معیاری فرنس آئل کی درآمد، قومی خزانے کو سالانہ ایک ارب ڈالر کا نقصان۔

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام صفحات:174

نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے فضائل واحکام

نماز کے بعد مسنون دُعاؤں اور اذکار کی فضیلت اور دیگر متعلقہ مسائل پر بحث، نماز کے بعد مسنون دعاؤں واذکار مثلاً تسبیحِ فاطمی، آیتُ الکرسی، معوّذتین وغیرہ سے متعلق احادیث وروایات اور اُن کی تحقیق، عورت ومرد، تنہا اور باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے اور باجماعت پڑھی گئی نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کے دُعا کرنے کا شرعی حکم، دُعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی شرعی حیثیت، دُعا کے بلند یا آہستہ آواز سے کرنے؟ سنتوں کے بعد امام اور مقتدیوں کے مل کر دعا کرنے اور جمعہ وعیدین کے بعد دعا اور نماز کے بعد دائیں بائیں رُخ کرنے پر کلام

یہ اور ان جیسے مسائل پر معتدل ومدلّل باحوالہ گفتگو

مصنّف: مفتی محمد رضوان

اداہ غفران راولپنڈی پاکستان